

531

ایجندڑا

براے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 9۔ مارچ 2007

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محلہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام۔ بحث

پنجاب بیت المال کی رپورٹ بابت سال 2003-04 پر عام۔ بحث

(۔۔۔ جاری)

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھا نیسوال اجلas

جمعۃ المبارک، 9۔ مارچ 2007

(یوم الحج، 19۔ صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلas اسمبلی چیمپریز، لاہور میں صبح 9 نج کر 2 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلادت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطین الرجیم ۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالّٰتِّيْنِ وَالرَّزِّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِسِيْنِيْنِ ۝ وَهَذَا الْبَلَدُ الْأَمِيْنِ ۝
لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ
سُقْلَيْنِ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِيْحَاتِ فَلَهُمْ
آخِرُغَيْرِ مَمْنُوْنِ ۝ فَمَا يَكِيدُ بُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ إِلَيْسَ اللّٰهُ
يَعْلَمُ الْحُكْمَ الْحَكِيمُ ۝

سُوْرَةُ التَّيْنِ آیات ۱ تا 8

انجیر کی قسم اور زیتون کی (1) اور طور سینین کی (2) اور اس امن والے شر کی (3) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے (4) پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا (5) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے (6) تو (اے آدمزاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ (7) کیا خدا سب سے بڑا حکم نہیں ہے؟ (8)

و ما علینا الال بلاغ ۰

سوالات

(محکمہ مقامی حکومت و دیکی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب پیغمبر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اب و قہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنسیوں پر محکمہ مقامی حکومت و دیکی ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

رانے اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پیغمبر: جی، رانے صاحب اپونٹ آف آرڈر پر ہیں۔

تعزیت

خانقاہ ڈو گرال میں ہلاک ہونے والے طلباء کے لئے دعائے مغفرت

رانے اعجاز احمد: جناب پیغمبر! کل میرے علاقے خانقاہ ڈو گرال میں سات نہیں منے مقصوم بچے شہید ہو گئے ہیں۔ ایک تو ان کے لئے دعائے مغفرت کرنی ہے۔ وہ مقصوم تھے سیدھے جنت میں جائیں گے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اس کا سارا گناہ اور جرم محکمہ تعلیم کا ہے۔ چونکہ وہاں سکول میں کوئی ٹیچر ہی نہیں ہے۔ اگر سکول میں ٹیچر موجود ہوتے تو یہ نہیں منے بچے سکول سے کیوں جاتے؟

جناب پیغمبر: بچوں کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر مقصوم بچوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

رانے اعجاز احمد: جناب پیغمبر! اس سکول میں ٹیچر نہیں تھے لہذا محکمہ تعلیم سے رپورٹ منگوائی جائے۔ جب وزیر اعلیٰ پنجاب کا خواب پڑھا لکھا پنجاب ہے۔۔۔

جناب پیغمبر: لا، منٹر صاحب سن رہے ہیں۔

رانے اعجاز احمد: جناب پیغمبر! میری عرض سن لیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے مجرم سیکرٹری تعلیم اور اس کے تمام افسران ہیں بلکہ میں توہماں تک کہتا ہوں کہ اس واقعہ پر وزیر تعلیم کو مستحق ہو جانا چاہئے۔ ان نہیں منے بچوں کے خون سے رنگ چسرا دیکھنے کے بعد انہی تک والدین حواس

باختہ ہیں۔ وہ تو جنتی ہیں لیکن ان کے لئے کیا کیا جائے۔۔۔
جناب سپیکر: رائے صاحب! دیکھ لیں گے۔ اس ایوان میں بات کرنے کا ایک proper time ہے۔ پھر کسی وقت کر لیں گے۔ راجہ صاحب آپ کی بات سن رہے ہیں۔
رائے اعجاز احمد: جناب والا! پچونکہ ابھی وزیر تعلیم نہیں ہیں تو راجہ صاحب اس واقعہ کی روپورث منگو اکر سو موارکے دن اس ایوان میں پیش کریں کہ اس علاقے میں کتنے سکولوں میں ٹیچرز نہیں ہیں۔۔۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔ جاری)

جناب سپیکر: آپ راجہ صاحب کو چیزیں میں مل لیں وہاں تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ پلیز تشریف رکھیں۔ حاجی محمد اعجاز صاحب اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔
حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میر اسوال نمبر 1868 ہے۔
جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟
حاجی محمد اعجاز: جی، جناب!

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

- کوڑا کرکٹ، ریت اور مٹی کے ٹرکوں / ٹرالیوں کو کور کرنا
* 1868: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز شہیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور کے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرک، کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے کے بعد کوڑے کو ترپال سے نہیں ڈھان پیئے؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ ٹرک جہاں جماں سے بھی گزرتے ہیں کوڑا کرکٹ سڑک پر گرتا رہتا ہے جس سے تعفن پھیلنے کے علاوہ گندگی بھی پھیلتی ہے۔ جس سے شر میں بیماریاں پھیلنے کا خدشہ لا جت رہتا ہے؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مٹی اور ریت کی ٹرالیاں بھی شروع کی سڑکوں پر ترپال کے بغیر چلتی ہیں جس سے مٹی اور ریت اڑتی رہتی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مسائل کے حل کے لئے کوئی مؤثر اقدامات کرنے کا راہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں؟ وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ آج کل ضلعی حکومت لاہور کے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرک کوڑا کرکٹ اٹھا کرنے کے بعد کوڑے کو ترپال سے نیں ڈھانپتے اگرچہ پیشتر ازیں ترپال وغیرہ ڈالی جاتی تھی لیکن جو نکہ وہ جلدی پھٹ جاتی تھی اس نے اب طریق کار کو بدل کر بند کنٹیزز لائے جا رہے ہیں۔

(ب) حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ کوڑا کرکٹ ٹرک سے گرنے نہ پائے لیکن یہ کسی حد تک درست نہ ہے کہ اس کے تعفن سے گندگی اور بیماریاں پھیلنے کا احتمال ہوتا ہے۔ کیونکہ ویسٹ کو فوری طور پر کوئی شنپوائیٹ سے اٹھا کر مخصوص کردہ ڈپنگ گراونڈ میں پھینک دیا جاتا ہے۔

(ج) مٹی اور ریت کی ٹرالیوں کا تعلق P.S. ٹرینفک سے ہے۔

(د) جیسا کہ جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ بند کنٹیزز حاصل کئے جا رہے ہیں جن سے شکایت رفع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سوال چار سال پرانا ہے۔ لہذا پہلے تو آپ کے ارشاد کے مطابق اس سوال کے جواب کو up-to-date کر دیا جائے کہ اس وقت اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بالکل درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور کے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرک بعض اوقات ڈھکے ہوئے نہیں ہوتے۔ ضلعی حکومت کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق انہوں نے کہا ہے کہ ہم بعض اوقات اسے ڈھانپ لیتے ہیں لیکن یہ ایک interim arrangement ہے۔ اس میں latest صورتحال یہ ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے مرحلہ وار جیسے ان کے پاس وسائل میسر آ رہے ہیں بند ٹرک

خرید نے شروع کئے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ یہ صور تھال بہتر ہو جائے گی۔

جناب پیکر: حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: جناب پیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ اس طریق کار کو بند کر کے بند کنٹیز زلاۓ جا رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج تک کتنے بند کنٹیز زلاۓ جا چکے ہیں۔ کیونکہ اس سوال کو چار سال ہو چکے ہیں ان چار سالوں کی میں progress پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب تک کتنے بند کنٹیز زلاۓ جا چکے ہیں۔

جناب پیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے عرض یہی کی ہے کہ مرحلہ وار لائے جا رہے ہیں اور آج کل آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ سڑکوں پر آپ کو اپنے ٹرک بہت کم ملتے ہیں لیکن جو بند ٹرک ہیں وہ کافی تعداد میں آچکے ہیں۔ اس کی یہ صور تھال ہے کہ ایک تو یہ ٹرک خرید بھی کئے جا رہے ہیں اور دوسرا جو ہمارے grant in foreign aided projects ہیں اس میں یہ ہمیں aid بھی مل رہے ہیں۔ صرف خرید کی بات نہیں ہے۔ اگر ان کو خرید کے exact figures چاہیں تو وہ بھی میں لے کر دے سکتا ہوں لیکن خرید سے زیادہ یہ ہمیں aid کے طور پر مل رہے ہیں۔

جناب پیکر: یعنی اس میں foreign aided projects بھی چل رہے ہیں۔ اگلا سوال بھی حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 2017۔

شعبہ سالڈویسٹ میجنت کی کارکردگی

*2017: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز شیان فرمانیں گے کہ:-
(الف) کیا یہ درست ہے کہ سالڈویسٹ میجنت لاہور کا عملہ غازی روڈ لاہور کینٹ اور شر کی مختلف نواحی بستیوں کے قریب روزانہ سینکڑوں ٹن کوڑا کر کٹ پھینک جاتے ہیں جس سے آلو گی، بدبو اور تعفن کی فضالوں کے لئے ایک اذیت کا باعث بنی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالدار ویسٹ مینمنٹ کے پاس کوڑا کرکٹ جدید ٹیکنالوجی سے ٹھکانے لگانے کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے اس علاقے میں کئی کمی کلو میٹر دور تک آلو دگی پھیلی ہوئی ہے جس سے میپاٹاٹس کام رض عام ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مسائل کے حل کے لئے کوئی مؤثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک، نہیں تو اس کی وجہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) زیر بحث جگہ پر کنونمنٹ ایریا کی گاڑیاں کوڑا کرکٹ پھینکتی ہیں، تاہم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سٹی ٹاؤن، شالamar ٹاؤن اور راوی ٹاؤن کا کوڑا کرکٹ محمود بوٹی ڈپنگ گراونڈ میں پھینکتے ہیں۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس صرف محمود بوٹی ڈپنگ گراونڈ ہے جہاں کوڑا کرکٹ پھینکنے کے بعد سے کورکر دیا جاتا ہے۔

(ج) مسائل کے حل کے لئے کوڑے کی سائنسی طریقہ سے ڈسپوزل کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے، امید ہے جلد کپووزٹ پلانٹ یا جل پیدا کرنے والا پلانٹ لگادیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے گاڑیاں جو کوڑا کرکٹ پھینکتی ہیں، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سٹی ٹاؤن شالamar ٹاؤن، راوی ٹاؤن کا کوڑا کرکٹ محمود بوٹی ڈپنگ گراونڈ میں پھینکتے ہیں اور اس کو cover کرتے ہیں۔ کوڑا ہاں پر ضرور پھینکنا جاتا ہے لیکن اس کو ڈھانا پا نہیں جاتا۔ اس پر کوئے، چیلیں، کتے اور پتائیں کیا کیا وہاں ہوتا رہتا ہے اور گندادھر ادھر پھینکنا جاتا ہے۔ کمی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ وہاں پر گاڑی سے گزرتے ہوئے جو چیلیں اور کوئے ہیں ان کے پیخوں سے کوئی چیز گرتی ہے تو وہ سیدھی گاڑی کے اوپر آتی ہے اس میں ہڈیاں بھی ہوتی ہیں اور کوئی کپڑے وغیرہ بھی ہوتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے وہ مناسب نہیں ہے میری یہ گزارش ہے کہ اس کوڑا کرکٹ کو وہاں پر صحیح طریقے سے cover کیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے یہ جل پیدا کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ فوری طور پر کوئی ایسا پلانٹ لگانا چاہتے ہیں جس سے یہ مسئلہ احسن طریقے سے حل ہو سکے؟

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ دہاں پر کوڑا کر کٹ پھینکا جاتا تھا معزز رکن نے پوچھا تھا کہ وہاں پر جو کوڑا کر کٹ پھینکا جاتا ہے اس کے لئے کوئی اور بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ محمود بولی ڈپنگ گر اوپنڈ میں روزانہ تقریباً سات سو سے لے کر آٹھ سو ٹن روزانہ waste پھینکی جاتی ہے اور وہاں پر کمپوزٹ پلانٹ لگادیا گیا ہے جس کی عمر ایک سال ہوتی ہے اور ابھی 2006 میں یہ شروع کیا گیا ہے اور کمپوزٹ پلانٹ اڑھائی سو سے لے کر تین سو ٹن تک روزانہ waste دصول کر رہا ہے۔ لاہور کمپوزٹ پلانٹ روزانہ ایک ہزار سے دو ہزار بیگ جس کا وزن پانچ سو کلوگرام فی بیگ ہے کھاد بھی تیار کر رہا ہے۔ جو الیکٹر انک سسٹم ہم نے شروع کرنا تھا وہ شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح سے راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ لاہور میں انہوں نے کوڑا کر کٹ تلف کرنے کے لئے جدید پلانٹ لگایا ہے کیا یہ دوسرے شروں میں بھی اس قسم کا جدید پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! ہم باقی شروں میں بھی یہ پلانٹ لگانا چاہ رہے ہیں۔ ابتدئی طور پر ہم پانچ بڑے شروں میں یہ پلانٹ لگانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد مرحلہ دو اس پروگرام کو extend کیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: پلانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پلانٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے یا پڑھا ہے وہ اس جواب سے بالکل مختلف ہے جو answer sheet میں ہمیں کل ملا تھا اور answer sheet میں جو جواب ہے وہ 05-07-07 کو دصول ہوا ہے اور یہ کوئی تقریباً سال ٹھیک میں سال یا چار سال پر اتنا جواب سکرٹریٹ والوں نے اسی طرح سے چھاپ دیا ہے۔ سکرٹریٹ میں آفیسرز تو بڑھائے جا رہے ہیں اور کارکردگی لگھٹتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب تو updated جواب دے رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب والا! میں نے تو 2006 کے مطابق جواب دیا ہے۔ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ کپوٹ پلانٹ 2006 میں install کیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا پواہنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اسمبلی سکریٹریٹ نے سال ہے تین سال پر اتنا جواب answer sheet میں پرنسٹ کر کے ہمیں کل تھما دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سکریٹریٹ کی یہ کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر: جب ٹھیکے کا جواب آتا ہے اور جو بھی جواب آنا ہے اسمبلی سکریٹریٹ نے تو وہی پرنسٹ کرنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! answer sheet میں لکھا ہے کہ تاریخ وصولی جواب 03-07-2005۔

جناب سپیکر: ٹھیک۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! answer sheet کیا 2003 میں پرنسٹ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ 2003 میں جو ٹھیکے کی طرف سے جواب آیا تھا وہ چھاپا ہے اس کے بعد اگر ٹھیکے نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہی پرنسٹ ہونا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن جناب والا! answer sheet تو کوئی پندرہ دن یا ایک ماہ پہلے ہی پرنسٹ ہوئی ہوگی۔

جناب سپیکر: نہیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ سوال دوبارہ تو ٹھیکے کو نہیں بھیجنا تھا۔ وہ تو اس وقت جو جواب آگیا اس کے مطابق پرنسٹ ہو گیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ایوان میں جواب updated آنا چاہئے یعنی اس answer sheet میں بھی updated جواب آنا چاہئے۔ تو پھر یہ کیا کارکردگی ہے؟

جناب سپیکر: یا تو مکملہ کے کہ ہم دوبارہ updated جواب بھیجتے ہیں تو پھر وہ پرنسٹ ہو جائے گا۔ اگر ٹھیکے نے دوبارہ updated نہیں بھیجا تو جو اسمبلی سکریٹریٹ میں جواب آیا ہے وہی پرنسٹ ہونا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یعنی ایوان کا یہ استحقاق ہے کہ updated جواب آنا چاہئے۔ اس میں

سیکرٹریٹ والوں کی طرف سے کوتا ہی ہے یا جگہ کی طرف سے اس کو آپ sort out کروالیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! آئندہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو remind کروادیا کریں کہ یہ سال یادو سال پہلے کا جواب ہے اگر وہ دوبارہ جواب دینا چاہیں تو دوبارہ منگولیں۔

رانا شناہ اللہ خان: نہیں۔ جناب والا! ان سے updated جواب لینا چاہئے۔ ایوان کا یہ استحقاق ہے کہ updated جواب آنا چاہئے۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں رو لنگ موجود ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر نے یہاں پر رو لنگ دی تھی کہ جو جواب answer sheet پر آئے گا up-to-date آئے گا اس لئے ان کو اس پر پہلے ہی خیال رکھنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: درست ہے۔ اگلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے انہوں نے اپنا سوال withdraw کر لیا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقار صاحب کا ہے۔ سید احسان اللہ وقار صاحب تشریف فرمائیں ہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 2339۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سلاٹر ہاؤس لاہور سے متعلقہ تفصیلات

2339*: سید احسان اللہ وقار ص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سلاٹر ہاؤس لاہور میں اوس طاری وزانہ کتنی گائیں، بھیس اور بھیر، بکریاں ذبح کرنے کے لئے لائی جاتی ہیں؟

(ب) ان تمام جانوروں کو چیک کرنے کے لئے کتنے دیہنری ڈاکٹر ز تینات ہیں اور ذبح ہونے والے جانوروں کو صحیح مندرجہ دینے کے لئے کن طبی اصولوں کا خیال رکھا جاتا ہے؟

(ج) جانوروں کو ذبح کرنے کے ان کی کھالیں کماں رکھی جاتی ہیں؟

(د) گوشت کو مجھروں اور دیگر خطرناک جراثیم سے بچانے کے لئے مذکورہ سلاٹر ہاؤس میں کیا انتظامات موجود ہیں ان کی تفصیلات فراہم فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) مٹن و بیف سلاٹر ہاؤس کوٹ کبوہ بکر منڈی بند روڈ لاہور میں اوس طاً روزانے 4500 گھوٹے جانور یعنی، بھیڑ، بکریاں اور 350-500 جانور گائیں، بھینس ذبح کرنے کے لئے سلاٹر ہاؤس میں لائی جاتی ہیں۔

(ب) ان تمام جانوروں کو چیک کرنے کے لئے پہلے دو ویٹر نزی آفیسر زبیف اور دو ویٹر نزی آفیسر ز مٹن سلاٹر ہاؤس میں تعینات تھے، ایک ڈاکٹر فنید میں گوشت کی چینگ کے لئے اور ایک ڈاکٹر یعنی ویٹر نزی آفیسر بکر منڈی میں بکر منڈی کے معاملات اور اس کی نگرانی خاص کر فیس کیٹل منڈی مویشیاں کی نگرانی کے لئے مامور تھے لیکن اس وقت صرف دو ڈاکٹر زایک مٹن اور دو سر ابیف سلاٹر ہاؤس میں تعینات ہیں اور یہی دونوں ڈاکٹر زاقبال ٹاؤن اور نشر ٹاؤن میں گوشت کی دکانوں کو چیک کرنے کے لئے مامور ہیں باقی ڈاکٹر حضرات والپس اپنے محکمہ لائیوٹاک اینڈ ڈیری ڈولیپمنٹ پنجاب چلے گئے ہیں۔

جانوروں کو رنگ پوزیشن میں ایک خاص لائن اور ترتیب سے ویٹر نزی آفیسر کے سامنے سلاٹر ہاؤس میں داخل کیا جاتا ہے، اگر کوئی جانور سست یا ڈیپر لمیں ہو تو اس کو دوسرے جانوروں سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور اس کو ریجیکشن روم میں رکھا جاتا ہے بعد میں اس جانور کو بھی اسی طرح سے عمومی طور پر چیک کیا جاتا ہے، اگر یہ جانور بیمار ہو اس کو سلاٹر ہاؤس سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور اس کے مالک کو جانور کے علاج کے لئے ہدایت کی جاتی ہے، ایک صحیح مند جانور جسمانی طور پر پھر تیلا، ہٹاٹش بٹاش اور ہوشیار ہونا ضروری ہے۔

(ج) جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد ان کی کھالوں کو اچھی طرح سے دھویا جاتا ہے اور ان کو نمک لگا کر سٹور کیا جاتا ہے۔

(د) جانوروں اور ان کے گوشت کو مچھروں اور دیگر خطرناک جراثیم سے بچانے کے لئے سلاٹر ہاؤس کے اندر اور اس کے باہر مندرجہ ذیل انتظامات موجود ہیں۔

انٹی سپینک یعنی جراثیم کش ادویات جن سے سلاٹر ہاؤس کی اچھی طرح صفائی کی جاتی ہے، ان میں فیناکیل، بلیچنگ پاؤڈر، کھنی مار پرے خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ سلاٹر ہاؤس کو فناٹو فیگنڈی کی جاتی ہے تمام سلاٹر ہاؤس کو جالیوں سے کور کیا ہوا ہے اس میں گندی ہوا بہر نکالنے کا انتظام موجود ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانتانشاء اللہ خان: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب کے جز (الف) میں یہ فرمایا ہے کہ مٹن اور بیف سلاٹر ہاؤس جو کوٹ کمبودہ بکر منڈی میں ہے۔ اس میں یہ کہتے ہیں کہ اوسطاً گوئی ساڑھے چار ہزار سے پانچ ہزار جانور یعنی بھرپور بکریاں اور کوئی پانچ سو جانور گائیں اور بھینسیں روزانہ سلاٹر ہاؤس میں ذبح کرنے کے لئے لائی جاتی ہیں۔ اب تفصیل یہ بتا رہے ہیں کہ یہاں پر پہلے دو ڈاکٹر زہوتے تھے جو یہ چیک کرتے تھے کہ گوشت انسانی consumption کے قابل ہے یا نہیں۔ اب یہ فرمارہے ہیں کہ اس میں سے ایک ڈاکٹر صاحب چلے گئے ہیں اب اس وقت ایک ہی ڈاکٹر ہے جو اس کام پر مأمور ہے۔ وزیر موصوف فرمائیں کہ کیا ایک ڈاکٹر روزانہ پانچ چھوڑ ہزار جانوروں کو اس انداز میں چیک کر سکتا ہے جو اس بات کو ensure کرے کہ اس گوشت کی کوالٹی human consumption کے قابل ہے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! یہ بالکل درست ہے کہ ڈاکٹرانچارج ایک ہے اس کے ساتھ پوری ٹیم ہے اور شاف ہے۔ ان کی کارکردگی کے حوالے سے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے جب ان سے معلوم کیا تو مجھے بتایا کہ روزانہ اوسط کی بنیاد پر تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب جانور reject بھی کر دیتے ہیں کہ یہ slaughtering کے قابل نہیں ہیں اور یہ سب باتیں ریکارڈ پر ہیں اس لئے میں تمہرا ہوں کی ان کی کارکردگی اس لحاظ سے قابل اعتراض نہیں ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر متعلقہ شاف پورا نہیں ہے وہ بالکل درست ہے کہ وہ پورا نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔

رانتانشاء اللہ خان: جناب والا! انہوں نے یہ جواب 17-12-2003ء کو دیا ہے یعنی ساڑھے تین سال پہلے جواب دیا ہے اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر شاف پورا نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پورا کر دیا جائے گا یہ ساڑھے تین سال کیا کرتے رہے ہیں؟ ساڑھے تین سالوں میں لوگ یہ گوشت اسی طرح

کھاتے رہے ہیں۔ اس بارے میں گورنمنٹ کا یہ concern ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ڈیڑھ سو جانور روزانہ reject کئے جاتے ہیں۔ جو پیسے نہیں دینتے وہ reject ہو جاتے ہوں گے۔ اب ایک آدمی یادوآدمی پانچ یا ساٹھ ہے پانچ ہزار جانوروں کو کیسے چیک کر سکتا ہے کہ وہ اس بات کو ensure کرے کہ اس کی کوئی کوئی کوئی human consumption کے قابل ہے۔ وہ تو اس کو چیک کرہی نہیں سکتا۔ وہ جو فرمار ہے ہیں کہ دو تین آدمیوں کا شاف ہے وہ دو تین آدمی تو انہوں نے پیسے اکٹھے کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ لوگوں سے پیسے لیتے ہیں اور جو پیسے نہ دے اس کو وہ reject کر دیتے ہیں۔ یہ بتائیں کہ ساٹھ تین سال یہ کیا کرتے رہے ہیں جواب یہ فرمار ہے ہیں کہ ہم کارکردگی کو بہتر بنائیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! ان کے پاس شاف available نہیں تھا انہوں نے نئی بھرتی کرنی ہے پسلے بھرتیوں پر بھی پابندی تھی۔ حال ہی میں ہماری گورنمنٹ نے اس پابندی کو اٹھایا ہے اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کو ہم یہ directions کر رہے ہیں کہ اس کی کو پورا کیا جائے لیکن پھر میں اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ جماں تک ان کی کارکردگی کا تعلق ہے میرے پاس باقاعدہ figures موجود ہیں کہ وہ باقاعدہ ensure کرتے ہیں کہ کوئی بیمار جانور سلاٹر ہاؤس میں ذبح نہ ہو۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب کے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ جو جانور بیمار ہوتے ہیں انہیں rejection room میں رکھا جاتا ہے۔ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ روزانہ 150/200 جانور reject کرتے ہیں تو کیا ان کے پاس rejection room میں اتنی گنجائش ہے کہ 150/200 جانوروں کو وہاں رکھا جاسکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! وہ عارضی وقت کے لئے رکھے جاتے ہیں لیکن بلا آخر وہ ان کے مالکان کے ہوالے کیا جاتا ہے اور وہ واپس لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود گو: جناب سپیکر! ہم روز اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ گوشت کے حوالے سے عوام میں جو شکایات ہیں کہ ان میں پانی بھرا جاتا ہے، ناقص گوشت فراہم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بیماریاں آ رہی ہیں۔ یہ میری تحریک التوائے کا بھی ہے اور ہمارا پر ہم بیسیوں شکایات روز سنٹے ہیں۔ جس طرح کہ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ 5500 جانور وہاں پر ذنبح کرتے ہیں اور ایک ڈاکٹر ہے۔ جب کسی جانور کو ذنبح کرتے ہیں تو اس پر ڈاکٹر سٹیپ لگاتا ہے پھر اپنے سائنس کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کام کے لئے بھی دودن چاہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ ensure کروائیں کہ یہ وہاں پر کب تک پورا عملہ اور ڈاکٹر تعینات کر دیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جماں تک ڈاکٹر کی تعیناتی کا تعلق ہے میں ensure کرتا ہوں کہ اگر لاہور میں کہیں ہمارے پاس موجود ہوا تو ہم ٹرانسفر بھی کر دیں گے یا چیف منٹر صاحب سے نئی ریکروٹمنٹ کے لئے خصوصی احکامات لے لیں گے لیکن اس کے علاوہ لاہور کے لئے جو ایک ماؤنٹ سلائر ہاؤس ہے اس پر بھی ہمارا کام شروع ہو گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ ساری صورتحال یکسر تبدیل ہو جائے گی۔

جناب ارشد محمود گو: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ ensure کر دیں کہ یہ میں یادو میں میں ہو جائے گا۔ 9 میں رہ گئے ہیں اسمبلی ختم ہو جانی ہے اس کے بعد انہیں کسی نے نہیں پوچھنا۔ پہلے اس سوال کو سائز ہے چار سال ہو گئے ہیں تو اگر ان کی نیک نیت ہے تو یہ ensure کر دیں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ ان کی نیت میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ (تمتن)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ نیک نیت ہیں؟ نیتوں کے حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کی نیت ماشاء اللہ ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود گو: جناب سپیکر! یہ ensure کر دیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اب دوبارہ یہ Question Hour نہیں آئے گا، یہ سوال بھی شاید نہیں آئے گا۔ میری درخواست ہے کہ یہ ذرا بتا دیں؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! اگر میری نیت کا تعین ڈاکٹر کی تعیناتی سے ہوتا ہے تو انشاء اللہ ایک میں میں ڈاکٹر لگادیا جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہو گا اور شاید منظر موصوف کے مشاہدے میں بھی یہ بات ہو گی کہ جو جانور سلاٹر ہاؤس سے نکلتے ہیں ان کے دونوں سائیڈ ڈوں پر نیلے رنگ کی ایک مرگی ہوتی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس گوشت پر وہ سمپنے لگائی جائے، کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے کیونکہ اس سیاہی سے جراشیم وغیرہ پھیلتے ہیں تو کیا یہ اس سلسلے میں کوئی اقدامات کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجح صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا، ان کی نیت سے متعلق تو آپ نے سرٹیفیکیٹ دے دیا ہے کہ وہ نیک نیت ہیں تو ایک دن پہلے یہاں اسی طرح کا معاملہ چل رہا تھا تو راجح صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ منظر کے ساتھ اس طرح کا معاملہ اپوزیشن کو نہیں کرنا چاہئے اور ویسے بھی منظر training process میں ہیں جبکہ کم از کم راجح صاحب سے متعلق کسی کو یہ شک نہیں ہے کہ یہ training process میں ہیں تو کل انہوں نے جب تیاری کے وقت یہ جواب دیکھا ہو گا انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اسی وقت اس کی کاؤنٹس لیتے اور اس بارے میں positive order ٹھیک ہے کو پاس کرتے اور آج اس ایوان کو آگاہ کرتے کہ جناب! میں نے اس کی کاؤنٹس کیا ہے اور اس کے متعلق میں نے یہ انتظامات کئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ Next question سید احسان اللہ وقار صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf question no. 2340.

لاہور میں یونین کو نسلز کی خالی نشتوں اور ناظمین و نائب ناظمین کے خلاف ہونے والی انکوارریوں کی تفصیلات

* 2340: سید احسان اللہ وقار صاحب: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں

گے کہ:-

(الف) لاہور کے چھ ٹاؤنز میں اب تک کتنے کو نسلز، یونین کو نسلز اور ٹاؤن کے ناظمین اور نائب ناظمین کے استعفے منظور ہو چکے ہیں؟

- (ب) لاہور کی یونین کو نسلوں اور ٹاؤنز میں کتنی نشستیں خالی پڑی ہیں؟
- (ج) حکومت ان خالی نشستوں کے لئے ضمنی انتخابات منعقد کرانے کا کب ارادہ رکھتی ہے؟
- (د) لاہور کی یونین کو نسلوں کے کتنے ناظمین اور نائب ناظمین کے خلاف بد عنوانیوں اور بے ضابطگیوں کی انکوائری مکمل کی گئی ہے اور لوکل گورنمنٹ نے کتنے یونین کو نسلز کے ناظمین اور نائب ناظمین کی بد عنوانیوں کی وجہ سے برخاستگی کے لئے ایکشن کمیشن پنجاب کو رپورٹ کی ہے؟
- (ه) کیا یہ درست ہے کہ حکومت یونین کو نسلز کے بد عنوان ناظمین اور نائب ناظمین کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا رادہ نہیں رکھتی؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

- (اف) ٹاؤن وار استعفuoں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

8	راوی ٹاؤن	17	شالamar ٹاؤن
5	عزیز بھٹی ٹاؤن	7	داتانج بخش ٹاؤن
11	اقبال ٹاؤن	9	نشتر ٹاؤن

- (ب) لاہور میں یونین کو نسلوں اور ٹاؤنز میں خالی نشستوں کی تعداد حسب ذیل ہے:-

18	راوی ٹاؤن	29	شالamar ٹاؤن
22	عزیز بھٹی ٹاؤن	7	داتانج بخش ٹاؤن
11	اقبال ٹاؤن	23	نشتر ٹاؤن

- (ج) ضمنی انتخابات کروانا ایکشن کمیشن آف پاکستان کے زمرے میں آتا ہے۔

- (د) ناظم یونین کو نسل نمبر 139، نشتر ٹاؤن لاہور کے خلاف بد عنوانی کے الزامات، بذریعہ انکوائری ثابت ہونے پر ایک ریفرنس پنجاب ایکشن کمیشن کو بھیجا گیا ہے۔

- (ه) بد عنوان ناظمین اور نائب ناظمین کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر امیراً ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 03-05-23 کو کیا گیا تھا اور اس کا جواب 2204-01-16 کو آیا ہے۔ اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ یونین کو نسلز اور ٹاؤن کو نسلز میں کتنی نشستیں خالی پڑی ہیں؟ میراً ضمنی question یہ ہے کہ اس وقت ان کو نسلز اور ٹاؤنز میں ناظم کی خالی نشستوں کی کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! اس وقت latest، ہمارے پاس صرف ایک یونین کو نسل ہے جس کے ایکشن بقا یا ہیں باقی لاہور میں کوئی یونین کو نسل نہیں ہے اور وہ یونین کو نسل رائے منڈھے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) میں یہ بتایا گیا ہے کہ ناظم یونین کو نسل نمبر 139 نشرٹاؤن لاہور کے خلاف بد عنوانی کے الزامات بذریعہ انکوائری ثابت ہونے پر ایک ریفرنس پنجاب ایکشن کمیشن کو بھیجا گیا اور جز (ج) میں ہے کہ بد عنوان ناظمین اور نائب ناظمین کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ میرا ایک تو ضمنی سوال یہ ہے کہ جس انکوائری سے متعلق یہاں پر ذکر کیا گیا ہے اس کی position latest ارجح صاحب بتائیں اور اس کے علاوہ گزشتہ دونوں اس بات کو کوئی چار ماہ ہو گئے ہیں ایک ٹاؤن کے ناظم رات کو کسی مجرے میں "داد عیش" لے رہے تھے اور اگلے دن اس کی اخبارات میں تصویریں آئیں اور جب یہ معاملہ ہاؤس میں اٹھا تو ارجح صاحب کے ایکشن لیں گے تو اس کے متعلق ذرایہ فرمادیں۔ آج سے دو دن پہلے بھی انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں update نہیں ہوں تو آج یقیناً update ہوں گے تو اس کے متعلق فرمادیں کہ اس کے متعلق انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ کہ جز (د) میں ناظم یونین کو نسل 169 نشرٹاؤن کے متعلق جو کہا گیا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کے part میں جو ایکشن تھا وہ ہم لے چکے ہیں، ہم نے ریفرنس ایکشن کمیشن آف پاکستان کو بھیجا ہے اس میں کارروائی کرنا کمیشن کا کام ہے۔ نمبر 2، یہ کہ جو رانا صاحب نے کل فرمایا تھا کہ غالباً جاوید ان کا نام ہے ہمارے ٹاؤن کے ناظم ہیں ان کا ہم نے چیک کیا ہے۔ ان کی باتفاق دھرنا چار بیشیاں لوکل گورنمنٹ کمیشن کے پاس ہو چکی ہیں لیکن لوکل گورنمنٹ کمیشن کو ہم نے کہا ہے کہ within 15 days اس رپورٹ کو مکمل کر کے ہمیں دیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو یہ فرمارہے ہیں کہ ہم نے کارروائی کے لئے ایکشن کمیشن کو

بھیجا ہوا ہے اب ایکشن کمیشن کا کام ہے کہ وہ کچھ کرے، نہ کرے۔ بات یہ ہے کہ ایکشن کمیشن کو تو انہوں نے ریفرنس انہیں صرف ڈی سیٹ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ باقی انہوں نے جو کرپشن کی ہے جو انہوں نے بد عنوانی کی ہے، جو بد معاشری کی ہے اس کی کارروائی تو گورنمنٹ نے کرنی ہے اس کے خلاف پرچم درج کروانا ہے۔ اس کے بارے میں بتائیں کہ انہوں نے وہ کیا کارروائی کی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ جاوید نامی ٹاؤن ناظم جن کا قصہ اخبارات میں چھپا تھا یہ فرمارہے ہیں کہ ہم نے ان سے کما ہے اور وہ 15 دن میں رپورٹ دے دیں گے۔ یہ مجھے بتائیں کہ انہوں نے لوکل کمیشن کو انکوائری کے لئے کس ڈیٹ کو ریفرنس بھیجا ہے اور کیا یہ mandatory ہے کہ جس دن لوکل کمیشن کو ریفرنس بھیجا جائے گا within 90 days جواب پر لوکل کمیشن نے ایکشن لینا ہوتا ہے 90 days otherwise کے بعد lapse کر جائے گا، یہ وہ ڈیٹ بتائیں۔

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! جس دن اس معزز ایوان میں یہ واقعہ اٹھایا گیا تھا اسی دن میں نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو کہا تھا کہ یہ تحقیقات کے لئے لوکل گورنمنٹ کمیشن کو بھیجا جائے on the very next day اس کو بھیج دیا گیا تھا۔ انہیں کل ہم نے کہا ہے کہ اس کو complete کریں۔ یہ درست بات ہے کہ جو معاملہ انہیں انکوائری کے لئے بھیجا جائے وہ 90 days میں مکمل کریں لیکن اس کے ساتھ یہ ہے کہ اگر مکمل نہ ہو تو وہ اس کی extension بھی لے سکتے ہیں اس لئے ہم نے انہیں کہا ہے کہ پندرہ دن کے اندر اسے مکمل کریں لیکن جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے ہم نے ایکشن کمیشن آف پاکستان کو کارروائی کے لئے ہی لکھا تھا اور اب جو بھی کارروائی ہونی تھی وہ ایکشن کمیشن آف پاکستان نے کرنی تھی ہمارے پاس اس کی کرپشن یا اس قسم کا کوئی معاملہ اس وقت pending نہیں ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے سارا معاملہ گول کر دیا ہے۔ راجہ صاحب جو فرمارہے ہیں کہ اس میں extension ہو سکتی ہے اگر لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ان کے پاس ہے تو یہ مجھے دکھا دیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ extension کا وہاں پر کوئی لفظ نہیں ہے۔ کوئی سب روں نہیں ہے۔ وہاں پر 90 days clear کھٹھے ہوئے ہیں اور ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اگر اس کا 90 دنوں میں فیصلہ نہیں ہوتا تو وہ lapse ہو جائے گا۔ اس لئے ان کا یہ جواب ٹھیک نہیں ہے۔ شاید یہ updated نہیں ہیں۔ اس بات کو تقریباً 90 دنوں سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ دوسرا یہ کہ رہے ہیں

کہ ہم نے ایکشن کمیشن کو بھیجا ہے۔ ایکشن کمیشن صرف disqualify کر سکتا ہے، کسی ناظم یا نائب ناظم کو deseat کر سکتا ہے۔ اگر اس نے کروڑوں روپے کے گھلے کئے ہیں کوئی کرپشن کی ہے تو وہ ایکشن کمیشن سے متعلق نہیں ہے۔ اس کا پرچہ اونکوائری گھنے کرنی ہے یہاں پر انہوں نے لکھا بھی ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس ان کے خلاف کرپشن کی کوئی چیز pending نہیں ہے۔ انہوں نے یہ کیسے لکھا ہے کہ یہاں پر بد عنوانی کے الزامات بذریعہ انکوائری ثابت ہونے پر، ہم نے ریفرنس بھیج دیا۔ جب بذریعہ انکوائری ان کے خلاف کرپشن ثابت ہو گئی تو ریفرنس تو ایکشن کمیشن بھیج دیا گیا کہ ان کو deseat کر دیں تو اس بد عنوانی اور کرپشن کے متعلق انہوں نے کیا اس کے خلاف کوئی پرچہ درج کر دیا ہے اور کوئی کارروائی کی یا انہی کرپشن کو بھیجا ہے۔ یہ اس کے بارے میں فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ سوال 2003 میں کیا گیا تھا۔ اس کا جواب ہم نے 2004 میں دیا ہے۔ اب 2005 میں نے انتخابات بھی ہو چکے ہیں اس لئے وہ شخص نہ تو ہمارے پاس ناظم ہے اور نہ پرچاہ اور ہے۔ اس کا سلسہ ختم ہو چکا ہے اس لئے میں ریکارڈ کے مطابق بات کر رہا ہوں کہ ہمارے پاس اس کی کرپشن کے سلسلے میں کوئی بھی معاملہ گھنے کے پاس pending نہیں ہے؟

راناند اللہ خان: مجھے افسوس ہے کہ راجح صاحب نے کل رات گھنے سے بریفنگ لی ہے۔ اب یہ یہاں پر یہ بتائیں کہ وہ آدمی مر چکا ہے اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ جب وہ آدمی موجود ہے تو یہ فرمائیں کیونکہ اس کے خلاف کرپشن ثابت ہو گئی ہے تو پھر بھی اب تک اس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! رانا صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے کہ راجح صاحب بڑے سمجھدار ہیں اور انہیں اپنے اوپر بڑی خود اعتمادی ہے لیکن جس ناظم کے خلاف ریفرنس ہے اور اس کے خلاف کرپشن ثابت ہوئی ہے تو وہ آج بھی ناظم ہے اور وہ دونس دھاندی سے اس کو ناظم کر دیا ہے۔ اگر کوئی مخالف پارٹی کا کوئی ناظم ہوتا تو شاید یہ اس کو زمین میں دفن کر دینے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ کرپشن اس لئے نہیں رک رہی کہ یہ کرپشن ہمارے جسم میں بڑھتی جا رہی ہے اور معاشرے میں سر ایت کرتی جا رہی ہے اس لئے کہ کرپٹ آدمیوں کے خلاف گورنمنٹ ایکشن نہیں لیتی۔

جناب سپیکر! یہ بتائیں سوال اور اس کے جواب میں خود انہوں نے ثابت کیا ہے کہ اس کے خلاف کر پشن کے کیس ثابت ہوئے ہیں تو ان سے latest information لے لیں یا اس کو pending کر لیں۔ یہ معاملہ ضرور ہاؤس میں آنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ ہاؤس میں آچکا ہے۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ اس سوال کو pending کر لیں اور راجہ صاحب اس کا جواب کل یا پر سوں ہاؤس میں بتائیں۔

سید احسان اللہ وقاری: جناب سپیکر! میں وزیر محترم کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ طارق چودھری نام کا ناظم ہے۔ 14 لاکھ روپیہ اس کے خلاف کر پشن کا کیس ثابت ہوا۔ چھ ماہ پہلے اس نے ایک crossing bridge بنایا تھا۔ اس کے نام کے ساتھ اس کا افتتاح ہوا تھا۔ چھ ماہ بعد اب وہ نالے میں گرا ہوا ہے۔ سارے اخبارات میں اس کی تصویر آئی ہوئی تھی۔ وہ ایک کر پٹ آدمی ہے اور وہ 1700 دوڑوں سے ہارا ہے۔ اس کا سارا کیس وزیر موصوف کی خدمت میں، میں نے پیش کیا تھا کہ وہ کس طرح دھاندی کر کے دوبارہ ناظم بن گیا ہے۔ انھی کے مسلم لیگ (ق) کے ایک نائب ناظم نے آکر ان کی خدمت میں ساری تفصیل پیش کی تھی۔ یہ ایک بدنام زمانہ کر پٹ ترین آدمی ہے اور وہ 14 لاکھ روپیہ کھا گیا ہے اور یونین کو نسل کے سارے پیسے اس نے یونین کو نسل کے اکاؤنٹ میں جمع کروانے کی بجائے اپنے ذاتی بک اکاؤنٹ میں جمع کروائے ہوئے ہیں۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح ارشد گو صاحب نے کہا ہے کہ راجہ صاحب ایک اچھے سینئر منظر ہیں۔ ان سے درخواست یہ ہے کہ وہ اس معاملے کی انکوائری کروائیں اور دو دن تک اگلے سیشن تک اس سوال کو pending کر لیں اور اس کو پیش کر دیں لیکن اس پر انکوائری ضرور کروائیں کیونکہ یہ ان کے لئے بھی انتہائی بد نامی کا باعث ہو گا کہ ایک اتنا کر پٹ آدمی پیسے بھی کھا جائے۔ یعنی اس نے اپنے باپ کے نام سے پارک بنایا اور کما کہ یہ میرے باپ کے نام کا پارک ہے، سڑکوں کا کچرالٹھا کروہاں پر ڈال دیا۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کی انکوائری ضرور کروائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر بلدیات!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز رکن کے حلقوں کی بات ہے۔ اگر وہ اتنے وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں تو میں قطعی طور پر ان سے اختلاف نہیں کرتا اس لئے میں اس معاملے کی بھی اور جو معزز رکن نے بھی کہا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی انکوائری کرواؤں گا۔

جناب ارشد محمود گو: جناب سپیکر! یہ انکوائری رپورٹ اگلے سیشن میں دیں اور اس کو اس وقت تک pending فرمائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! آپ بے شک اس سوال کو dispose of کر دیں لیکن انکوائری کی رپورٹ نہ صرف اگلے سیشن میں بلکہ 15 دن میں میں آپ کو submit کر دوں گا۔

جناب ارشد محمود گو: جناب سپیکر! آگر آپ نے اس کو dispose of فرمادیا تو پھر مجھیں کہ سارا کچھ ہی of dispose of ہو جائے گا۔ میری درخواست یہ ہے کہ جو جز (ہ) کی حد تک اس کو pending کر دیں۔ اگلے سیشن میں اس کا جواب بھی آجائے گا اور انکوائری رپورٹ بھی آجائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلے اجلاس تک یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ یہ سوال تو pending ہو گیا ہے اور اب اس میں ان کو کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا لیکن راجح صاحب موصوف یہ فرمائیں کہ اس کے خلاف کرپشن ثابت ہوئی ہے۔ یہ جواب انھوں نے 16-01-2004 کو دیا ہے۔

جناب سپیکر: بھی تو رانا صاحب یہ pending ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ روزانہ جو ہمیں طوطا کہانی سناتے ہیں کہ بڑی اچھی گورنمنٹ ہو رہی ہے، کرپشن ختم کر دی ہے، ہم نے یہ کر دیا ہے۔ اس کا یہ بتائیں کہ چار سال پہلے ان کے اپنے ایک ناظم کے خلاف کرپشن ثابت ہوئی۔ یہ خود ان کا جواب ہے۔ جب ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ نے ملک کو لوٹ لیا ہے اور ان اداروں کو تباہ کر دیا ہے تو اس وقت یہ کہتے ہیں کہ یہ تو اپوزیشن ہے۔ یہ تو سارا غلط کہہ رہے ہیں۔ ہم نے تو یہاں ایمانداری اور good governance کا معیار قائم کیا ہوا ہے۔ 2004 میں ان کے اپنے گئے کا جواب ہے کہ اس کے خلاف بد عنوانی ثابت ہو گئی ہے۔ آج منسٹر صاحب اٹھ کر یہ بات کہہ رہے ہیں کہ اس کے خلاف بد عنوانی اور کرپشن کے متعلق ہمارے پاس کوئی معاملہ pending نہیں ہے۔ کیا یہ ان کی good governance ہے۔ اس کے ساتھ یہ ملک کو لوٹ رہے ہیں اور تباہ کر رہے ہیں۔ یہ اس پر ذرا فرمائیں!

جناب سپیکر: اس پر اگلے اجلاس میں بات ہو گی۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! میں اس پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب

ہر وقت لوٹ کی بات کرتے ہیں۔ پھر مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اور میں پھر اس بات کو دھرنا چاہوں گا تو پھر آپ کو اس بات کی تکلیف بھی ہوتی ہے۔ آپ ذرا اپنے گریبان میں منه ڈال کر تو دیکھیں۔ میں آج آپ سے یہ کہتا ہوں کہ کھڑے ہو کر حلقاً اللہ تعالیٰ کی ذات کو گواہ بنانکر کہیں کہ میاں نواز شریف نے وہاں پر سٹیل مل کس پیسے سے لگائی ہے؟ آپ بتائیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ حلقاً کہیں کہ میاں نواز شریف نے وہاں سٹیل مل کس پیسے سے لگائی ہے؟ میں ان کو حلقاً کہتا ہوں کہ اس فیکٹری کے کاغذات آپ چیک کر لیں۔ وہ سعدی گورنمنٹ interest free loan نے دیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: کیا کسی Foreigner کو یروں ممالک کے بک loans ادیتے ہیں۔ ساری ملی بھگت ہے، چوری کا پیسا ہے اور سماں سے لوٹی ہوئی مکانی ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اسی میاں نواز شریف کے ساتھ یہ پندرہ سال کیا کرتے رہے ہیں۔ میں دوسری یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت بھی لاے منڑ آپ تھے۔ بات یہ ہے کہ اگر کسی نے کرپشن کی ہے، اگر کسی نے لوٹ مار کی ہے تو جناب اس سال سے آپ کے جو ججا جی ہیں جزء مشرف صاحب انہوں نے اس ملک کے اوپر قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اس سال سے انہوں نے میاں نواز شریف کے خلاف کرپشن کا کیس کیوں نہیں کرایا۔ یہ ان کے خلاف کرپشن کا کیس کرائیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا شناہ اللہ خان: یہ سارے [****] [اکٹھے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: یہ کہتے ہیں کہ جی وہ پیسے لے گئے۔ اگر وہ پیسے باہر لے کر چلے گئے ہیں تو پھر آپ ان کے خلاف مقدمہ درج کرائیں۔ آپ لوگوں نے ان کے خلاف طیارہ اغواہ کیس بنایا دوسرے کیس بنائے۔

* بجم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! یہ حواس باختہ ہوئے ہوئے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ اپنا analysis کر لیں کہ پچھلے تین میسون سے پیپلز پارٹی کی منتخبی کر رہے ہیں، پنجابی میں ہم کہتے ہیں کہ یہ ترے مارہے ہیں کہ بے نظر ان کی کانفرنس میں آجائے۔ خدا کی قسم آفرین ہے اس عورت پر کہ جس نے ان کے ساتھ بیٹھنے سے بھی انکار کر دیا۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ہمیں تو کہتے ہیں کہ گریبان میں جھانکیں۔ ہمارا تو گریبان کھلا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ ہم کر پشن کا پیسا جیبوں میں نہیں ڈالنے یہ کر پشن کا پیسا بوریوں میں ڈالنے ہیں۔ جیبوں میں ڈالنے کا وقت ختم ہو گیا۔ براہ مردانی تشریف رکھیں۔ آپ ان کا اندازہ کریں کہ اسی بے نظیر بھٹکو کو جس کو یہ کیا کچھ کہتے رہے ہیں آج اس کو آفرین پیش کر رہے ہیں یہ ان کا کردار ہے۔ آج کہتے ہیں کہ اس کو آفرین ہم کہتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! میں ان کی سوچ کو آفرین پیش کر رہا ہوں کہ جس نے ان کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ان کا کون کون سالیڈر ان کی منتخبی کرنے کے لئے نہیں گیا۔ میثاق جموریت اور پاؤں تک پکڑے یہ حقیقت ہے اور اس نے ان کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

ملک محمد اقبال چنڑی پاہنچ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد اقبال چنڑی: جناب سپیکر! ایم اے بہاولپور میں جو کاشتکاروں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بات بعد میں کر لیں ابھی وقہ سوالات ہو رہا ہے۔ جی، اگلا سوال جناب اشتیاق احمد مرزا کا ہے۔

جناب ارشد محمود گبو: On his behalf

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! راجہ صاحب منشاء اللہ بڑے سعید گھدار آدمی ہیں۔ یہ جان بوجھ کر ہم سے چھیر خوانی کرتے ہیں اور پھر ہمیں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اس کا جواب بھی نہ دیں۔ ہمیں بھی موقع دیا جائے کہ ہم بھی ان کو پورے طریقے سے جواب دیں۔

جناب سپیکر! سوال نمبر 2452 اور اس کا جواب پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہو اتصور کیا جاتا ہے۔

موضع بھٹی کے، تحصیل وزیر آباد میں قبرستان کی رابطہ سڑک کی تعمیر و مرمت

* 2452: جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع بھٹی کے، تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے قبرستان کی رابطہ سڑک ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حالت میں ہے، جس سے عوام کو قبرستان آنے جانے میں مشکل کا سامنا ہوتا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟ وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ موضع بھٹی کے، تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے قبرستان کی رابطہ سڑک ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حالت میں ہے۔

(ب) تحصیل میونسل ایڈمنیسٹریشن کی طرف سے اس سال موضع بھٹی کے میں رابطہ سڑک قبرستان کی تعمیر و مرمت کی لیکیم زیر غور نہ ہے۔ فنڈنگ ہونے کی وجہ سے سڑک نہ بنائی جاسکتی ہے، جو نہی مطلوبہ فنڈ میسر ہوئے تو رابطہ سڑک تعمیر کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود گو: جناب سپیکر! اشتیاق مرزا صاحب نے بڑا سادہ سا سوال کیا تھا کہ قبرستان کو ایک راستہ جاتا ہے اور وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ تین سال پر انایہ جواب ہے اور اس میں ابھی تک حکومت کا یہ جواب ہے کہ واقعی یہ سڑک ٹوٹی پھوٹی ہے لیکن ہمارے پاس فنڈ نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قبرستان تو ہمارے لئے ایک مذہبی جگہ ہے اور مسلمانوں کی متاع ہوتی ہے میں راجہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر یہ سڑک ابھی تک نہیں ہی، جیسا کہ انہوں نے جواب دیا تو ان سے درخواست ہے کہ اس کے لئے کوئی پیشہ انتظام کیا جائے کہ یہ ضلع کو نسل کو لکھیں یا لی ایک اے کو لکھیں کہ قبرستان کی اس سڑک کو تعمیر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! اس کے لئے 07-06-2006 کے بجٹ میں 12 لاکھ 79 ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب یہ فرمائیں کہ یہ جو سوال ہے یہ 03-06-20 کو گھنے کو ترسیل ہوا تھا اب یہ فرماتے ہیں کہ اس آخری بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے یہ قبرستان میں مردوں کے اوپر بھی ان کو کوئی سڑک بنانے یاد رحم کرنے کا خیال بھی تین سال بعد آتا ہے جبکہ روزانہ یہ باور دی جر نیل کے ساتھ رنگ رویاں مناتے ہیں مگر ان کو قبرستانوں کا خیال نہیں ہے یہ خدا کا خوف کریں کہ قبرستان میں پڑے مردوں پر تو یہ رحم کریں۔

جناب سپیکر: بھی انہوں نے کہہ دیا ہے کہ سڑک بن جائے گی۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! رانا صاحب through out اسی طرح بات کرنی ہے لیکن رانا صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ ہم نے مختص نہیں کرنا ہوتا بلکہ لوکل کونسل کا اپنا فیصلہ ہے کہ اس نے اپنا بجٹ کس طرح خرچ کرنا ہے حکومت ڈائریکشن نہیں دیتی اس لئے انہوں نے جس وقت اپنے بجٹ میں پیسے رکھے میں نے وہ بتا دیئے کہ انہوں نے اب پیسے رکھے یہ ہم نے نہیں رکھنے ہوتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کا نمبر 2536 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سٹی گورنمنٹ لاہور۔ چیچورک میٹریل اور فرموں کی تفصیلات

2536* محترمہ عابدہ جاوید: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:

سٹی گورنمنٹ لاہور نے سال 2001 سے جون 2003 تک چیچورک کے لئے جو میٹریل خرید کیا اس کا تخمینہ لاگت، جن فرموں نے حصہ لیا ان کی تفصیل کم ترین فرموں کے نام، کال ڈیپاٹ کا نمبر، بnk کا نام، بnk سے ہر کال ڈیپاٹ کی تصدیق کرانے والے ملازم کا نام، عمدہ اور تاریخ بیان فرمائیں، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے سال 2001 سے جون 2003 تک چیف ورک کے لئے جو میٹریل خرید کیا، اس کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہ سوال پڑھ کر سنانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ کر کیا کریں گی؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! اس لئے کہ اس کے جواب میں جو دیا گیا ہے کہ مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تفصیل کہاں ہے ہمیں بتا چلنا چاہئے۔

جناب سپیکر: محترمہ کو تفصیل کی کاپی فراہم کی جائے۔ (محترمہ کو تفصیل کی کاپی فراہم کی گئی)

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! یہ قوم کا پیسا ہے عوام کے بجٹ میں یہ اس پیسا کو مختص کیا جاتا ہے اس کے بعد عوام ٹکیں دیتی ہے۔ یہ سڑکیں اس کے لئے بنائی جاتی ہیں میں بڑے وثوق سے یہ بات کہتی ہوں کہ اگر ہم دیانتداری سے کام نہیں کریں گے۔ بے شک انتظامیہ ہو یا عوامی نمائندے ہوں کوئی بھی ہوں۔ اصل چیز یہ ہے کہ ہم نے اپنے رب کو بھی جواب دینا ہے اور اپنے عوام کو بھی جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں اسی طرف آرہی ہوں۔ یہاں پر ہمیشہ سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے اصل بات تو یہ ہے کہ یہاں پر جو تفصیلات بنائی جاتی ہیں وہ تسلی بحث نہیں ہوتیں۔ یہاں پر پورے پنجاب کی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں مگر ناؤں شپ کی جس سڑک کی میں بات کرنا چاہتی ہوں یہ سڑک جو بنائی گئی ہے یہ 327 اور 305 through out لمبی سڑک کے لئے منظور ہوئی تھی لیکن اگر اس کی background دیکھی جائے کہ چیف ورک کیا ہوا، کیا میٹریل استعمال ہوا۔ وہاں کے اس وقت کے ناظم رفینت حسرت کو میں نے بلا یا اورٹی ایم او کو میں نے کہا لیکن انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور اس سڑک کے پیچھے ایک کہانی ہے۔ آپ لوگ اپنے انداز میں باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ پوچھنا کیا چاہرہ ہی ہیں؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! آپ نے اس میں لکھا ہوا ہے کہ سٹی گورنمنٹ لاہور نے سال

2001 سے جون 2003 تک ٹیچ ورک کے لئے جو میسریل خرید کیا اس کا تنخیز لاگت، جن فرمومں نے حصہ لیا ان کی تفصیل کم ترین فرموموں کے نام، کال ڈپازٹ کا نمبر، بنسک کا نام، بنسک سے ہر کال ڈپازٹ کی تصدیق کرانے والے ملازم کا نام عمدہ اور تاریخ بیان فرمائیں، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں۔

جناب پیکر: اس کا جواب آگیا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب پیکر! جواب تو آگیا ہے لیکن میں آپ سے یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ان سڑکوں پر جو کام ہوا ہے اگر ہم عوام کے لئے دل میں درد رکھتے ہیں تو ہمیں یہ سوچنا ہے۔ یہ قوم کا پیسا ہے جو قوم کے خزانے سے لیتے ہیں۔ ہمیں اس پر دیانتداری سے عمل کروانا چاہئے اور کرنا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقار: جناب پیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے یہ پالیسی بنائی ہوئی ہے کہ اگر کسی سڑک کو کوئی ادارہ کٹ کرتا ہے مثلاً ٹیلی فون یا سوئی گیس والے اپنی سرو سزر مہیا کرنے کے لئے تو یہ اس سے روڈ کٹ کے پیسے وصول کرتے ہیں۔ اب وہ پیسے تو جمع ہو جاتے ہیں اس کے بعد روڈ کٹ نہیں لگایا جاتا اور نہ ہی اس کے نتیجے میں ٹیچ ورک کی جو ضرورت پڑتی ہے وہ ہوتا ہے۔ کیا اس طرح کی کوئی پالیسی زیر غور ہے کہ انہی ڈپازٹ ٹمنٹس کوہدایت کی جائے کہ وہ بجائے اس کے کہ روڈ کٹ کے پیسے جمع کرانے کے وہ از خود جس حالت میں وہ جگہ لیں اسی طرح اس کو مرمت کر کے واپس کریں؟

جناب پیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب پیکر! یہ اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال نہیں ہے اس کا سوال آگے آ رہا ہے۔ اگر مناسب بھی تو اس کو dispose of کر دیں تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

رانتناء اللہ خان: پولانٹ آف آرڈر۔

جناب پیکر: جی، فرمائیں!

رانتناء اللہ خان: جناب پیکر! ویسے تو یہاں پر کروڑوں اربوں روپے کی کرپشن ہو رہی ہے تو یہ بات غیر متعلقہ ہو جاتی ہے کہ یہ لاکھوں میں ہے لیکن یہ کوئی سیل چودھری صاحب ہیں جو کہ ان کے بڑے چیزیتے ہیں کہ سارا ٹیچ ورک جس کی رقم لاکھوں میں چلی جاتی ہے تو یہ 80 فیصد کام انہی کو

دیا گیا ہے تو یہ کون صاحب ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں تو اس شخص کو نہیں جانتا اور نہ ہی مجھے جانا چاہئے کہ یہ کون ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ یہ ہمارے چھوٹے نئر کیٹر زجو registered with the concerned authority competition میں آتے ہیں، کو ٹیشنز طلب کی جاتی ہیں اور پھر اس کے بعد ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور جس طرح محترمہ نے فرمایا کہ different names کی باقاعدہ سی ڈی آر ز لگی ہوئی ہیں اور اس کے مطابق باقاعدہ codal formalities observe کرتے ہوئے اگر کوئی بچپاں ٹھیکوں میں کو الیفانی کر جاتا ہے تو ہم اس کو روک نہیں سکتے۔

جناب ارشد محمود گبو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! باجی عابدہ جاوید کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سڑک پر چیج ورک نہیں ہوا کیونکہ وہ جوبات کرتی ہیں وہ حق سچ بات کرتی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے حلے ٹاؤن شپ میں ہونے والے سڑکوں کے چیج ورک کی انکوائری کروانے کے لئے حکومت تیار ہے کہ وہاں پر چیج ورک ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ چیج ورک سے متعلق سوال نہیں ہے۔ انہوں نے تو میٹریل کی خرید سے متعلق پوچھا ہے کہ ہم نے جو میٹریل خریدا ہے وہ کس طرح خریدا ہے؟ کہاں سے خریدا ہے؟ جہاں تک چیج ورک کا تعلق ہے تو اگر یہ کسی خاص سڑک کی نشان دہی کر کے وہاں کام کروانا چاہتے ہیں تو اس کی تعامل ہو گی۔ اگر کسی کی انکوائری چاہتے ہیں تو وہ بھی تعامل ہو گی۔ یہ مجھے بتادیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ فرمائیں کہ کون سی سڑک ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! یہ سڑک 1-C-273 پنی روڈ کی انکوائری کے لئے کام تھا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ان کے گھر کے سامنے سے گزرنے والی سڑک کے پیچور کی انکوائری کروائی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: ٹھیک ہے۔ جناب!

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید: میرے سوال کا نمبر 2537 ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سٹی گورنمنٹ لاہور کی روڈ کٹ کی مد میں آمدن کی تفصیل

*2537: محترمہ عابدہ جاوید: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز شہیان فرمائیں گے

کہ:

(الف) سال 1999 سے جون 2003 تک سٹی گورنمنٹ لاہور کی روڈ کٹ کی آمدن بیان فرمائیں؟

(ب) علاقے کا نام، فرم کا نام، یو۔ سی کا نام، جگہے کا نام، روڈ کٹ کی وجہ، منظوری روڈ کٹ دینے والے افسر کا نام بیان فرمائیں؟

(ج) جو روڈ کٹ سٹی گورنمنٹ لاہور نے مکمل کئے ان کی تفصیل فراہم فرمائیں ادھورے روڈ کٹ حکومت کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاریخ، وجہ اور تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سٹی گورنمنٹ لاہور 14۔ گست 2001 کو معرض وجود میں آئی، اس کے معرض وجود میں آنے سے جون 2003 تک 13,46,445 روپے روڈ کٹ کی آمدن کی مد میں

جمع ہوئے یہ آمدن 12.5 فیصد ڈیپارٹمنٹل چار جز کے حوالے سے ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: لیکن اس سوال کے جز (ب) میں ہے کہ علاقے کا نام، فرم کا نام، یو۔ سی کا نام، جگہے کا نام، روڈ کٹ کی وجہ، منظوری روڈ کٹ دینے والے افسر کا نام بیان فرمائیں؟ جناب! ناموں کی بات نہیں ہے کہ ناموں کی زبانی کلامی اور یہ لکھ دینے کی بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ کتنی سچائی سے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس ملک کے خزانے سے جو میٹریل لیتے ہیں تو ان ٹھیکیداروں سے آپ حساب لیتے ہیں کہ انہوں نے وہاں پر کتنا میٹریل لگایا، کتنا گمراہی میں لگایا، کتنا اس کی چورائی تھی، کتنا اس کی لمبائی تھی اور اس میں کتنا لگا ہے؟ کیا دیانتداری سے آپ اس کا حساب لیتے ہیں، اصل چیز یہ ہے۔ اس سڑک کو اکھاڑ کر بنایا جاتا ہے تو کیا اس کو دوبارہ بنایا ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ وہ سڑک صرف اوپر سے ہی بنادی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اس کی depth اتنی ہے۔ اس کی مکمل انکوائری ہو اور اس کے بعد بتایا جائے۔ میں نے یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ اس کی انکوائری ہو اور مجھے بتایا جائے کیونکہ وہ میرے علاقے کی سڑک ہے اور میں اس علاقے میں گھومی ہوں اور وہاں پر بننے والی سڑکیں میری ترقیاتی سکیوں سے بنی ہیں۔ اس کی چورائی کا کچھ اور حساب ہے۔ ٹھیکیدار آئے ہیں اور بنائے غائب ہو گئے ہیں اور ان کا نتیجہ ورک بھی کچھ نہیں ہوا کیونکہ وہ بھی برائے نام ہے۔ یہ 2001 اور 2003 کی میں بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ سڑک زراچیک کرائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! سڑک صرف چیک نہیں کروانی بلکہ اس کی انکوائری بھی کروانی جائے کیونکہ یہ پیسا عوام سے لیا جاتا ہے اور ٹھیکیدار اگر دیانت داری سے کام نہیں کریں گے تو یہ پیسے کا ضائع ہو گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ کے گھر کے سامنے والی سڑک کو چیک کر کے اس کی انکوائری کروانی جائے۔

سید احسان اللہ وقاراص: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاراص: جناب سپیکر! ہمیشہ اپوزیشن پنچوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم صدر مشرف کی تعریف نہیں کرتے۔ آج میں صدر مشرف صاحب کی تعریف کرتا ہوں کہ ان کی خدمات جلیلہ کے نتیجے میں ہماری محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ جیسی اور محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ جیسی باوقار اور پروقار اور

انتہائی باصلاحیت خواتین اس اسمبلی کے ایوان میں پہنچی ہیں۔ میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سکرٹری برائے صحت محترمہ فرزانہ نذیر معزز ایوان میں داخل ہوئیں) وزیر مواصلات و تعمیرات: پاؤانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں احسان اللہ و قاص صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپوزیشن بخپر کی طرف سے ایک نیک شگون ظاہر کرتے ہوئے صدر مشرف صاحب کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور میں تمہتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ ان کے اچھے اقدامات جو کہ سامنے آتے رہتے ہیں، انہیں وہ خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے اور شکریہ ادا کرتے رہیں گے۔
سید احسان اللہ و قاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ و قاص: جناب سپیکر! مجھ سے پہلے رانا شاہ اللہ صاحب بھی خراج تحسین پیش کر چکے ہیں کہ وزراء کو بھی شامل کر لیں چونکہ وہ اس کا پہلے حوالہ دے چکے تھے اس لئے میں نے انہیں شامل نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید احسان اللہ و قاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت یہ پالیسی بنانے کے لئے تیار ہے کہ جو محکمہ روڈکٹ کرے کیونکہ وہ پیسے لاہور ضلع کو نسل کے دفتر میں جمع کروادیتے ہیں۔ روڈکٹ ہوئی ہے عابدہ جاوید صاحبہ ٹاؤن شپ میں ان کے گھر کے پاس اور اب وہاں توکوئی روڈکٹ لگانے کے لئے آتا ہی نہیں ہے جس کے نتیجے میں سڑکیں تباہ و بر باد ہو جاتی ہیں تو کیا اس کی کوئی پالیسی محکمہ بنانے کے لئے تیار ہے کہ جو محکمہ روڈکٹ کرے وہ روڈکٹ کی اسی حالت میں دوبارہ مرمت از خود کر دے اور اس کا صرف معافیہ کر لیا کرے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! محمد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ جو کام کرتا ہے تو

اس سڑک کو اسی حالت میں واپس لائے لیکن اس کے لئے رکھے گئے طریقہ کارکے مطابق جس محکمہ کی سڑک ہے وہ اس محکمے کو Estimate کے مطابق پیسا deposit کروادیتے ہیں۔ اگر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی سڑک ہے تو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو deposit کروایا جائے گا اور اگر T.M.A.S کی ہے تو اسے اور اگر ہائی وے کی ہے تو اس کو یعنی جس کی بھی ہے۔ یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ normally ہوتا یہ ہے کہ محکمہ جات جن کا روڈ کنسٹرکشن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ سوئی گیس کا روڈ کنسٹرکشن سے کوئی تعلق نہیں تو اگر اس کے ذمہ لگا دیا جائے تو بعض اوقات وہ کوتاہی برستے ہیں اور چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اس لئے ان پر یہ شرط پیشگی عائد کی گئی ہے کہ وہ پہلے پیسے جمع کروائیں اور روڈ کٹ بعد میں کروائیں۔

سید احسان اللہ وقار ص: جناب سپیکر! یہ تو مرمت ہوتا ہی نہیں ہے اور آپ بھی اسی سوسائٹی کے اندر رہتے ہیں اور آپ خود ایک منتخب عوامی نمائندے ہیں اور آپ دیکھتے ہیں کہ روڈ کٹ ہونے والی سڑک کے پیسے تو ضرور ٹھکنے کے پاس جمع ہو جاتے ہیں لیکن اس کی مرمت کوئی نہیں کرتا مذکورہ محکمہ کی ذمہ داری یہ ہونی چاہتے کہ جس کو روڈ کٹ کی اجازت دی ہے تو محکمہ دیکھتے کہ اس کی مرمت بھی کی ہے یا نہیں؟ بجاے اس کے کہ پیسے وصول کر کے بعد میں پوچھا ہی نہ جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل آپ کی بات صحیح ہے۔ منظر صاحب! اس پر توجہ دیں۔

جناب ارشد محمود گبو: بونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! جس چیز کی شاہ صاحب نے نشانہ ہی کی ہے تو دیماں میں تو یہ محسوس نہیں ہوتا لیکن شروں میں جب روڈ کٹ کیا جاتا ہے تو اسے بڑی مشدت کے ساتھ محسوس بھی کیا جاتا ہے۔ میرا راجہ صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ محکمہ ناظم اور T.M.A کو کبھی directions دے کے کسی دن کا تعین کر لیں کہ جو روڈ کٹ لگے گا اس کو ایک ہفتے یا ایک میں یہ پر کرنے کے پابند ہوں گے۔ کوئی ایسا قانون یا rule نہیں تاکہ پتا چل جائے کہ ایک ہفتے یا ایک میں یہ کے بعد یہ روڈ کٹ fill ہو جائے گا تو میرا راجہ صاحب یہ درخواست ہے کہ اس پر ضرور عمل درآمد کروائیں کیونکہ شاہ صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ سوئی گیس یا دوسرے محکمہ جات اس کو اکھاڑنے سے پہلے پیسے جمع کروادیتے ہیں لیکن وہ اسے بالکل ہی fill نہیں کرتیں اور

بعد میں لوگ ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ شکریہ
جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیکھی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیکھی ترقی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں اقدامات کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے سوال کا نمبر 2721 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہو تو تصور کیا جائے؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہو تو تصور کیا جائے۔

صلح خو شاب کے ناظم اور نائب ناظم کے زیر استعمال گاڑیوں اور صوابدیدی فنڈز کی تفصیل

2721*: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکھی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صلح خو شاب کے ناظم اور نائب ناظم کے زیر استعمال کون کون سی سرکاری گاڑی ہے، ہر سرکاری گاڑی پر مالی سال 02-2001 اور 03-2002 میں پڑول اور مرمت پر کیا خرچ آیا؟

(ب) صلح ناظم کے صوابدیدی فنڈز کے زیر استعمال کیا کیا، تفصیلات پیش کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیکھی ترقی:

(الف) صلح ناظم کے زیر استعمال و قائم فوکا درج ذیل سرکاری گاڑیاں رہی ہیں، تفصیل گاڑیاں و اخراجات بابت سال 02-2001، سال 03-2002 حسب ذیل ہیں:-

نمبر شمار	گاڑی نمبر	دورانیہ استعمال	اخراجات ذیل	اخراجات / مرمت	میران
-1	KB-6813	۳17-11-01	-/6895 روپے	-/99998 روپے	نیوناپک اپ
-2	KB-9009	۳15-03-02	-/40463 روپے	-/133555 روپے	چبارو

نوت:- گاڑی نمبر 9009-KB مورخ 08-08-2002 تک سابق ضلعی انتظامیہ کے زیر استعمال

رہی اور کچھ عرصہ خراب حالت میں گیرا ج میں بندی مرمت کی غرض سے ورکشاپ میں کھڑی رہی، دولاٹ کی لگات سے بجزل اور حال ہو کر موخر 15-03-2002 کو ضلع ناظم کی تحویل میں آئی جو کہ پروٹوکول وغیرہ کے مقاصد کے لئے بھی استعمال میں لائی جاتی رہی ہے۔ بیک وقت صرف ایک گاڑی بالحاظ سفر (علاقہ) ضلع ناظم کے استعمال میں لائی گئی ہے۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	دورہ یہ استعمال	آخر اجات ذیل / پڑوں	آخر اجاتات / مرمت	میران
1	KB-9009	2002-2003	- 704270/- روپے	- 96561/- روپے	(۱۱،۶۴)
2	KB-6813	2002-2003	- 23979/- روپے	- 3870/- روپے	(۱۴)
3	KB-1111	۱۵-03-02	- 59545/- روپے	- 4696/- روپے	پبارو 30-06-02

حکومت پنجاب کی جاری کردہ ہدایات کی رو سے ضلع ناظم سرکاری مقاصد کے لئے ایک گاڑی استعمال میں لا سکتا ہے اور نائب ضلع ناظم مشروط طور پر بعد از پیشگی اجازت ضلع ناظم صرف سرکاری مقاصد کے لئے سرکاری گاڑی استعمال میں لا سکتا ہے، اس ضمن میں نائب ضلع ناظم نے ضلع ناظم سے کوئی اجازت نہ لے رکھی ہے اور عمدہ سنبھالنے سے اب تک سرکاری گاڑی نمبر 9697-BK (سوزوکی مارگلہ) اپنی تحویل اور استعمال میں رکھے ہوئے ہے اور اس گاڑی پر 27,510 روپے مع سیزٹیکس مرمت کے لئے خرچ ہوئے۔

(ب) بجٹ سال 2002-03 میں ضلع ناظم کی صوابیدی پر فنڈز مختص نہ کئے گئے ہیں۔ ملک محمد جاوید اقبال اعلان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ناظم کے زیر استعمال گاڑی کے لئے ماہنہ پڑوں کی کوئی حد مقرر ہے یا بختام خرچ وہ پڑوں استعمال کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ ناظم کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقار: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقار ص: جناب پیکر! میر اسوال یہ ہے کہ ضلعی ناظم نے انتظامیہ سے مل کر گاڑی نمبر KB-6813 پوری کروائی اور اس کے بعد اس کا پچھہ بھی ختم کروادیا؟ چوری کروا کر گاڑی کوئی غائب کروادیا تو کیا وزیر موصوف اس کی انکواری کروانے کے لئے تیار ہیں؟

جناب پیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب پیکر! میں اس کو چیک کر لیتا ہوں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب پیکر! میر اضمنی سوال ہے۔

جناب پیکر: جی، رانا شناہ اللہ خان!

رانا شناہ اللہ خان: جناب پیکر! اس سوال کا جز (الف) کے آخر میں یہ کہا گیا ہے کہ ضلع نائب ناظم ایک گاڑی ناظم کی اجازت سے استعمال میں لا سکتا ہے۔ انہوں نے کماکہ نائب ناظم کو ضلع ناظم نے کوئی اجازت نہ دی ہے اور جب سے انہوں نے عمدہ سنبھالا ہے انہوں نے گاڑی نمبر KB-19697 اپنی تحویل میں زبردست رکھی ہوئی ہے۔ تو کیا انہوں نے اس بات کا نوٹس لیا ہے کہ اگر یہ غیر قانونی ہے تو وہاں ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

جناب پیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب پیکر! باقاعدہ نوٹس بھی لیا گیا ہے اور نوٹس میرے پاس موجود بھی ہے اور اسی نوٹس کے تینجے میں گاڑی واپس جمع بھی کروائی گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب پیکر! میر اضمنی سوال ہے۔

جناب پیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب پیکر! میر اسوال یہ ہے کہ کیا کسی ضلع ناظم کو اس گورنمنٹ نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ ایلیٹ فورس کا ایک سکواڈ آگے رکھے اور ایک پیچھے رکھے؟ کیونکہ ہمارے سیالکوٹ میں ضلعی ناظم اللہ کے فضل سے ایلیٹ فورس کی ایک گاڑی آگے رکھتا ہے اور ایک گاڑی پیچھے رکھتا ہے اور اس کے علاوہ دس بندوں کی ایک پرائیویٹ گاڑی بھی پیچھے رکھتا ہے۔

جناب پیکر: پرائیویٹ گاڑی پر تو پاندی نہیں لگاسکتے۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! پرائیویٹ نہیں بلکہ گورنمنٹ کی یہ تو اللہ بھلا کرے چیف جسٹس آف پاکستان کا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! اس قسم کی دو گاڑیاں تو نہیں البتہ ضلعی ناظم کی protection کے لئے ایک گاڑی ڈسٹرکٹ پولیس نے local arrangement کے تحت دی ہوئی ہے۔ جماں تک دوسری گاڑی رکھنے کا تعلق ہے مجھے علم نہیں ہے اس کو دیکھ لیں گے لیکن صوبائی حکومت کی طرف سے ایسی کوئی instruction نہیں ہے کہ ضلعی ناظم دو گاڑیاں ساتھ لے کر چل۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! وزیر موصوف مربانی فرمائیں کہ سیالکوٹ میں جو ہم پر عذاب مسلط ہوا ہے اس کو دور کر دیں۔

رانا شناہ اللہ خان: پونہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو وزیر موصوف راجہ صاحب کے پاس نہ صرف لوکل گورنمنٹ کا چارج ہے بلکہ یہ وزیر قانون بھی ہیں۔ یہ فرمائیں کہ ڈسٹرکٹ ناظم اس ترتیب میں کہاں fall کرتا ہے جماں منتخب نمائندوں کا پروٹوکول کا حساب بنتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کو ایک گاڑی کی اجازت ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو کس قانون کے تحت ایک گاڑی کی اجازت ہے وہ اپنے ڈسٹرکٹ میں اپنے ضلع میں ہوتے ہیں اب ہمارے علاقے کا ناظم لوٹا وہ پروٹوکول میں گھومتا پھرتا ہے اور جب اس نے گھر سے نکلا ہوتا ہے میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ جڑانوالہ روڈ کی ٹریکر ک جاتی ہے اس کے بعد لوٹا اپنے گھر سے نکلتا ہے اور اس کے بھی آگے پیچھے دو گاڑیاں ہوتی ہیں۔ اگر وہ اپنے اپنے ضلع میں اتنے غیر محفوظ ہیں تو پھر عام آدمی کی کیا صور تحال ہو گی۔ یہ پروٹوکول کے کس روں کے مطابق یہ فرمارہے ہیں کہ ان کو ایک گاڑی allow ہے اور اگر commit کریں کہ ان کو اس قسم کی کوئی سولت نہیں ہے تو بطور لاء منسٹریہاں ہاؤس کو تو یہ کلچر ختم لے کر پھرتے ہیں تو عام لوگوں کو شوق اٹھاتے ہے اور وہ پرائیویٹ گارڈ لے کر اٹھتے ہیں تو یہ کلچر ختم

ہونا چاہئے۔ اس بارے میں وزیر موصوف ذرا فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہوضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ قانون کے تحت ان کو اجازت ہے میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ انہوں نے local arrangement کے طور پر ایک گاڑی اپنے ساتھ رکھی ہوتی ہے اور local arrangement کے مطابق چونکہ ڈسٹرکٹ ناظم ڈسٹرکٹ ہیڈ ہے اور اس کی سکیورٹی کے لئے مقامی انتظامیہ مقامی سطح پر محسوس کرے کہ اس کو کوئی تحفظ دینا ہے تو وہ تحفظ دیتے ہیں۔ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف ڈسٹرکٹ ناظم بلکہ ہمارے عام شریوں کو بھی تحفظ دیا جاتا ہے تو یہ قانون کی بات نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سکیورٹی کی بات ہے اس لئے اگر کسی ناظم نے سکیورٹی کے مد نظر ایک گاڑی ساتھ رکھی ہوئی ہے تو اس لحاظ سے یہ قانون کی بات نہیں ہے بلکہ یہ security measures کو مد نظر رکھتے ہوئے local arrangement ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ فرمارہے ہیں کہ یہ local arrangement ہے۔ اصل میں ڈسٹرکٹ ناظم نے پولیس کی ACR لکھنی ہوتی ہے اس لئے وہ صرف پرلوٹوں کے لئے استعمال کرتے ہیں تو کیا اس بارے میں لاہور منسٹری اور ہوم منسٹری کوئی رو لزوضع کرنے کے لئے تیار ہے اس کو اگر کوئی خطرہ ہے اور وہ کس معیار پر ہو پھر اس کے بعد اس کو ایک گاڑی یادو گاڑیاں allow کی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب سپیکر! یہ معیار کی بات نہیں ہے بلکہ یہ کیس ٹو کیس basis پر دیکھا جاتا ہے اور threat کی شدت کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ تو ڈسٹرکٹ ناظم کی بات کر رہے ہیں ایک عام شری، بھی گاڑیاں رکھ سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو ڈسٹرکٹ ناظم بنے ہوئے ہیں وہ اتنے کمزور اور گئے گزرے بھی نہیں ہیں اگر ان کو کوئی خطرہ ہے تو وہ اپنے ساتھ پانچ سات دس گارڈ رکھ سکتے ہیں اور جماں تک خطرے کی بات ہے تو ڈسٹرکٹ ناظم کو خطرہ تو ہم سے ہی ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے ووٹ لے کر

بعد میں لوٹا ہو گیا۔ میں ان کو یقین دہانی کر اتا ہوں کہ اس کو ہم سے کوئی خطرہ نہیں ہے اس کے آگے پیشے جوانوں نے گاڑیاں لگائی ہوئی ہیں اور گھر سے نکلنے کے لئے جو ٹرینک بلاک کرتے ہیں تو اس چیز کو تو یہ کم از کم ختم کروادیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! رانا صاحب ریکارڈ میں لانا چاہتے ہیں کہ اگر ڈسٹرکٹ ناظم کو خطرہ ہے تو وہ ان سے ہے اور اگر خدا نخواستہ ڈسٹرکٹ ناظم کو کل کو کچھ ہوا تو اس کی ذمہ داری ان پر ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب جاوید اعوان!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نائب ناظم کے زیر استعمال جوانوں نے گاڑی KB-9697 کھلی ہے اس کا ادھر کہیں ذکر نہیں ہے کہ اس میں پڑول بھی ڈلوایا گیا ہے تو کیا وہ گاڑی پانی سے چلتی رہی ہے۔ یہ نائب ناظم پر الزام لگایا ہے کہ یہ گاڑی اس کے استعمال میں ہے کیونکہ گیارہ ماہ میں ناظم صاحب کا لکھا ہوا ہے کہ - 74270 روپ پڑول کی مدد میں استعمال ہوئے ہیں اور نائب ناظم کا کہیں ذکر نہیں ہے کہ اس نے خرچ کئے ہیں۔ یہ ذرا بتائیں کہ اگر گاڑی استعمال میں تھی تو پڑول کا ادھر ذکر کیوں نہیں ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ نائب ناظم پر الزام لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی!

ملک صالح محمد گنجیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک صالح محمد گنجیال: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع نائب ناظم کی گاڑی پانی پر چلتی رہی ہے ان کی تحویل میں گاڑی رہی ہے یہ خود اس میں پڑول بھی ڈلاوتے رہے اور استعمال بھی کرتے رہے ہیں اس وقت بھی یہ چیز میں سینیڈنگ کیمٹی ہیں ان کے پاس گاڑی ہے پورا ڈسٹرکٹ ڈی سی او مع اے ڈی ایل ان سے کتنی دفعہ request کر چکا ہے کہ گاڑی والپس کر دیں یہ گاڑی والپس نہیں کر رہے ہیں۔ پتا نہیں کیا یہ گاڑی ہوا سے چلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاری: جناب سپیکر! ذرا مر بانی کریں اور وضاحت کریں کہ انہوں نے چورا ہے میں ایک دوسرے کے پوتے دھونے شروع کر دیئے ہمیں بتائیں کہ اصل بات کیا ہے؟
جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ وقہ سوالات چل رہا ہے، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فیصل آباد کے اندر پچھلے دنوں جذل مشرف صاحب تشریف لے گئے اور وہاں پر شریوں کو یہ امید تھی کہ ڈسٹرکٹ ناظم کی طرف سے جو package اتنا ڈالنے کروایا جا رہا تھا اور مختلف لوگوں کی طرف سے اشتہارات آرہے تھے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ 87۔ ارب روپے کا package دیا جائے گا اور 87۔ ارب روپے کا package اس سے علیحدہ ہو گا جو 80 لاکھ روپے فی یونین کو نسل جو ناظمین ہیں ان کو وزیر اعلیٰ صاحب سپیشل گرانٹ دینے جا رہے ہیں۔ اب وہاں پر یہ ہو رہا ہے کہ جو ہمارے مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے ناظمین یا نائب ناظمین ہیں ان کو ڈسٹرکٹ ناظم فیصل آباد جو اے آرڈر کے ووٹوں سے جیت کر بنے تھے اور بعد میں انہوں نے اپنا قبلہ تبدیل کر لیا اور وہ وہی بن گئے جو لوٹے کی اصطلاح ہمارے ملک میں یا پنجاب میں عام ہے، انہوں نے اب ڈی سی او صاحب کو سپیشل ٹاسک فووٹ کرنے کے لئے 80 لاکھ روپیہ ڈسٹرکٹ ناظم ان کو فون کر کے گھروں پر بلا کریہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ threat کر رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ ناظم ان کو فون کر کے گھروں پر بلا کریہ کہہ رہے ہیں کہ میں یا (ق) لیگ نام کی کوئی یہی موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ پلیر! تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے۔

جناب سپیکر: میری گزارش سن لیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے لیکن چونکہ لاءِ منسٹر صاحب سن رہے ہیں اگر وہ کچھ کہنا چاہیں اس کے جواب میں تو وہ کہہ سکتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں کوئی خواہ مخواہ کی تقید نہیں کرنا چاہ رہا یا گورنمنٹ کو embarrass نہیں کرنا چاہ رہا۔ میں صرف آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہ رہا ہے، ہوں کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں، ہم وہاں سے منتخب ممبر ہیں، میری صرف گزارش یہ ہے کہ جو دیہات کے ناظمین ہیں یا نائب ناظمین ہیں انھوں نے بھی فصل آباد کے اندر جلوس نکالا اور ہمارے حلقوں کے اندر جو ناظمین ہیں وہ بھی سراپا احتجاج ہیں اور وہ یہ کہ رہے ہیں کہ انھوں نے جو 80 لاکھ روپیہ گرانٹ دیتی ہے اس میں یہ تخصیص نہ کی جائے کہ اس کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے، اس کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے، اگر لوکل level پر وہاں پر مسلم لیگ (ق) ہے ہی نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جو یو نین کو نسل کے ناظمین ہیں ان کو ضلع کو نسل کے ہاؤس میں یہ آواز اٹھانی چاہئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یو نین کو نسل کے ناظمین ضلع کو نسل کے ہاؤس میں بھی وہ آواز بلند کر رہے ہیں اور میں وہاں کا نمائندہ ہونے کے ناتے یہ پنجاب کا جو ایوان ہے یہ انہی لوگوں نے ہمیں ووٹ دے کر یہاں پر بھیجا ہے تو اس پر میں یہ ضرور چاہوں گا کہ آپ اس پر اپنی رونگ دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ لاءِ منستر صاحب جواب دیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: لاءِ منستر صاحب ذرا فرمادیں کہ یہ جو تخصیص وہاں پر کی جا رہی ہے اور ایکشن قریب آ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، قانون! شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو ڈسٹرکٹ کو نسل کے اپنے فنڈز ہیں وہ بلا امتیاز، بلا کسی تخصیص کے ڈسٹرکٹ کو نسل کو خرچ کرنے چاہیے لیکن over and above that اگرچہif منستر صاحب یا صدر پرویز مشرف صاحب کوئی گرانٹ دیتے ہیں تو ظاہر ہے کہ انھوں نے اپنے لوگوں کو ہی دیتی ہے نا۔

سید احسان اللہ وقاری: یعنی پھر ہم یہ ملک چھوڑ کر کہیں باہر چلے جائیں۔ ہمیں اجازت دے دیں ہم افغانستان چلے جاتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: نہیں، وہ اپنے لوگوں کو ہی دینی ہے نا۔ آپ پرویز مشرف صاحب کی گرانٹ لے لیں لیکن ساتھ تقید بھی کرتے رہیں تو تھوڑا سا کچھ خیال کریں۔
جناب پسیکر: اب وقتم سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی: جناب پسیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب پسیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پاکستان میں پینے کے صاف پانی کے منصوبہ جات کی تفصیل

2194*: چودھری جاوید احمد (ایڈو وکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ صاف پانی صوبہ کے تمام اضلاع و شریوں کو مہیا کرے، صاف پانی کے منصوبوں میں سے ضلع پاکستان کو کیوں نکالا گیا ہے؟

(ب) تفصیل پاکستان خصوصاً حلقوں پی۔ 228 کا زیر زمین پانی بھی پینے کے قابل نہ ہے، اس کی ٹیسٹنگ اور صاف پانی کی فراہمی کے لئے فوری کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں، پاکستان شر میں بھی صاف پانی میسر نہ ہے، پائپ ناقص اور پھٹ پکے ہیں، اس کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ج) دیہاتوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے حلقوں پی۔ 228 کے لئے کتنے فنڈز کی کن منصوبوں کے لئے رکھے گئے ہیں، ان کی تفصیل یکم جولائی 2001 سے لے کر اب تک کیا ہے؟

(د) پاکستان شر میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے یکم جولائی 2001 سے لے کر اب تک کن کن منصوبوں پر کتنی رقم صرف کی گئی ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں، آئندہ بجٹ میں کون کون سے کماں کماں منصوبے رکھے جا رہے ہیں، ان کی مالیت کیا ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) وزیر ہاؤسگ و اربن ڈولیمپٹ کے متعلق ہے۔ تاہم تحصیل میو نسل ایڈمنسٹریشن پاکپتن بھی سفارش کرتی ہے کہ صاف پانی کے منصوبوں میں ضلع پاکپتن کو شامل کیا جائے۔

(ب) پی پی-228 کے حلقہ میں زیرز میں پانی پینے کے قابل نہ ہے۔ اکثر چکوک میں صاف پانی کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے اور پرانے والٹر سپلائی پائپ جن کی مدت پوری ہو چکی ہے ان کی جگہ نئے والٹر سپلائی پائپ لگانے کی ضرورت ہے اور TMA پاکپتن شریف کی طرف سے سفارش کی جاتی ہے کہ ایشین ڈولیمپٹ کی وساطت سے 26 اضلاع میں والٹر سپلائی کا کام جاری ہے، ان میں ضلع پاکپتن شریف کو بھی شامل کیا جائے تاکہ پاکپتن شریف کے عوام کو مختلف اقسام کی بیماریوں جن میں میپاٹائش، ملیریا، چیچپیں اور Water born Disease سے بجات مل سکے کیونکہ یہ علاقے پسمند ہے گزشتہ ادار میں ضلع پاکپتن کے حلقہ پی پی-228 اور دیگر علاقوں کو سختی سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔

(ج) تحصیل میو نسل ایڈمنسٹریشن اپنے فنڈز نائب ناظمین / ممبر تحصیل کو نسل کے لئے ترتیب دیتے ہیں، انہوں نے صاف پانی کی فراہمی کے لئے کوئی منصوبہ نہ دیا ہے، کیونکہ ان کے حصے میں تقریباً 5 لاکھ روپے گرانٹ آتی ہے، جس سے 25/20 لاکھ روپے سے مکمل ہونے والی سکیم مکمل نہ کی جاسکتی ہے اس لئے ممبران فنڈز کی کمی کی وجہ سے چھوٹے منصوبوں پر اتفاق آرکتے ہیں۔

(د) جولائی 2001 سے لے کر اب تک صاف پانی کی فراہمی کا جامعہ منصوبہ نہ بنایا ہے۔ اب گورنمنٹ کی گرانٹ سے کچھی آبادی پیر کرماں اور کچھی آبادی کارخانہ حاجی خورشید پاکپتن میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے نئے 46 ٹیوب ویل و پائپ لائسنسیں بچھائی جائیں گی جن پر تقریباً 30 لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔

پیکور و ڈلنک ملتان روڈ لاہور غیر قانونی پر اپر ٹی ڈیلرز دفاتر کا خاتمه

2782*: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز شہ بیان فرمائیں کہ کہ:

(الف) پیکور و ڈلنک ملتان روڈ لاہور پر کل کتنے پر اپر ٹی ڈیلرز کے دفتر ہیں ان دفتر اور مالکان کے نام بتائے جائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ڈیلرز کے پاس قانونی لاٹنسس ہیں؟

(ج) جن پر اپرٹی ڈیلرز کے پاس لاٹنسس نہیں ہیں تو کیا حکومت ان کے اس غیر قانونی کام کو بند کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک، نہیں تو اس کی وجہ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) پیکور روڈ لئک ملتان روڈ لاہور پر کل 29 عدد پر اپرٹی ڈیلر کے دفاتر موجود ہیں۔ ان دفاتر کی لسٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں سے صرف 2 ڈیلرز کے پاس لاٹنسس ہیں۔

(ج) ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن، اقبال ٹاؤن نے ان پر اپرٹی ڈیلرز کو لاٹنسس جاری کرنے کے لئے مم شروع کر دی ہوئی ہے اور جلد ہی ان پر اپرٹی ڈیلرز کو لاٹنسس جاری کر دیے جائیں گے۔ تاہم بلا لاٹنسس کار و بار کرنے والے پر اپرٹی ڈیلرز کے چالان جوڈیشل محکمہ یہ اقبال ٹاؤن کی عدالت میں زیر کارروائی ہیں۔

لاہور کی کچی آبادیوں کی موجودہ صور تحال

2785*: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نواز شیخ بیان فرمائیں گے

کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں کچھ کچی آبادیاں ایسی ہیں جن کو ابھی تک منظور نہیں کیا گیا ان کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں منظور شدہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو ابھی تک مکمل طور پر حقوق ملکیت نہیں دیئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچی آبادی با جالائیں، مغلپورہ روڈ لاہور جو کہ کئی سال قبل تعمیر ہوئی تھی، کو ابھی تک منظور نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کو مکمل طور پر حقوق ملکیت دیئے گئے ہیں؟

(د) اگر جز (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جن آبادیوں کو ابھی تک منظور نہیں کیا گیا، منظور کرنے اور مکینوں کو حقوق ملکیت دینے کو تیار ہے، ہاں توکب تک، نہیں

توکیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیکھی ترقی:

(الف) یہ درست ہے جو کچی آبادیاں حکومتی پالیسی کے مطابق 23-03-1985 سے قبل معرض وجود میں آئی تھیں اور ابھی تک منظور نہیں ہوئیں ان کی تعداد 118 ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ البتہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ منظور شدہ کچی آبادیوں کے تمام مکینوں کو عبوری الائٹ لیٹر دے دیئے گئے ہیں۔ جن مکینوں نے قیمت زمین و ترقیاتی اخراجات جمع کروادیئے ہیں ان کو مالکانہ حقوق (رجڑی) دیئے جا رہے ہیں۔

(ج) یہ غلط ہے۔ کچی آبادی باجلان، بحوالہ چھٹی نمبری TR-4-10/86-2155 DG(KA&UI) مورخ 23-01-2003 کو منظور ہو چکی ہے اور اس کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں۔

(د) بیشتر غیر منظور شدہ کچی آبادیاں پاکستان ریلوے کی زمین پر قائم ہیں جن کو منظور کرنے کے لئے ریلوے حکام سے خط و کتابت جاری ہے، اس کے علاوہ دوسرے محکمہ جات سے بھی ایں اوسی حاصل کرنے کے لئے خط و کتابت جاری ہے، جیسے ہی متعلقہ محکمہ جات سے کلیئرنس اور BOR سے رقبہ کی منتقلی کی منظوری حاصل ہو گی ان کچی آبادیوں کو منظور کر کے مکینوں کو مالکانہ حقوق تفویض کر دیئے جائیں گے۔

جزل بس سٹینڈز پر خواتین کے لئے علیحدہ سے سولیات کی فراہمی

*2871: محترمہ شمینہ نوید (ایڈ ووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیکھی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر کے جزل بس سٹینڈز پر خواتین کے لئے علیحدہ بیت الحلاء تعمیر نہیں کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بس سٹینڈز پر بنائے گئے، بیت الحلاء کو ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بس سٹینڈز پر مسافر مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ویٹنگ رومز بھی نہ ہیں؟

(د) اگر جز (الف تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جرzel بس سینڈز پر خواتین کے لئے علیحدہ بیت الخلاء اور انتظار گاہ بنانے کو تیار ہے نیز کیا حکومت بیت الخلاء کو ٹھیکہ پر نہ دیئے جانے کے بارے میں کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) درست نہ ہے۔ صوبہ بھر میں اکثر جرzel بس سینڈز پر خواتین کے لئے علیحدہ بیت الخلاء تعمیر کئے گئے ہیں اور بعض مقامات پر تعمیر شدہ بیت الخلاء میں خواتین کے لئے علیحدہ حصہ مخصوص ہے۔

(ب) چند مقامات پر بس سینڈز میں تعمیر شدہ بیت الخلاء ٹھیکہ پر نیلام نہ کئے گئے ہیں جبکہ اکثر سینڈز پر صفائی، لائٹنگ وغیرہ کے بہتر انتظامات اور دیگر اخراجات پورے کرنے کے لئے بیت الخلاء ٹھیکہ پر نیلام کئے جاتے ہیں۔

(ج) خواتین کے لئے علیحدہ ویٹنگ روم کی سولت اکٹر و بیشتر بس سینڈز پر موجود ہے تاہم جماں ایسی موجود نہ ہے، وہاں ایسی سولت بھم پہنچانے کے لئے تحصیل میونسل ایڈمنسٹریشن / ڈسٹرکٹ گورنمنٹ منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔

(د) جز (الف تا ج) میں صورتحال واضح کی جا چکی ہے تاہم بیت الخلاء کو ٹھیکہ پر نیلام کئے جانے کے بارے میں وضاحتی امریہ ہے کہ بعض مقامات پر عوام کو یہ سولت مفت میا کی گئی لیکن مناسب دیکھ بھال نہ ہونے اور نامناسب استعمال اور عوام کی عدم دلچسپی کی وجہ سے انسیں دوبارہ ٹھیکہ پر نیلام کیا گیا جس سے صورتحال میں بہتری پیدا ہوئی۔

سگیاں پل دریائے راوی لاہور کے اطراف سے کوڑے کی صفائی

2891*: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور دریائے راوی پر تعمیر سگیاں پل کے آس پاس کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگائے گئے ہیں جو لاہور آنے والے مسافروں کا استقبال بدبو اور تعفن سے کرتے ہیں؟

(ب) اگر جزا بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کے آس پاس پڑے کوڑے کے ڈھیر وں کواٹھانے کا رادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ پیشتر ایس یہ جگہ برائے ڈپنگ گراونڈ استعمال ہوتی تھی لیکن اب اس پر مٹی ڈال کر درست کیا جا رہا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس جگہ پر مٹی ڈال کر شکایت رفع کی جا رہی ہے۔

تحصیل کو نسل سٹی گو جرانوالہ۔ عملہ صفائی کی تعداد اور ماہانہ اخراجات کی تفصیل 2923* لالہ شکیل الرحمن (ایڈ وو کیٹ) کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل کو نسل سٹی گو جرانوالہ کے عملہ صفائی، مستقل اور غیر مستقل کی تعداد کیا ہے کیا تمام یونین کو نسلز میں عملہ کی تعداد ایک جیسی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں نیز ان افراد کے عمدہ، نام اور نوعیت کا رکمی تفصیل یونین کو نسل وار فراہم کی جائے نیز حلقہ پی پی-92 میں تعینات سینیٹری و رکرز کے نام اور حلقہ جات بیان فرمائیں؟

(ب) تحصیل کو نسل گو جرانوالہ سٹی صفائی کی مدد میں و رکرز کی تاخواہوں اور دیگر لوازمات کی مدد میں کل کتنی رقم ماہانہ خرچ کر رہی ہے، گزشتہ دو سال کی مکمل تحصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گو جرانوالہ سٹی میں صفائی کا نظام درست نہ ہے سینیٹری و رکرز بھی کئی کئی روز صفائی نہ کرتے ہیں جس کی وجہ مخصوص یہ ہے کہ ہر ماہ ان کی تاخواہ سے - 600

روپیہ کاٹ لیا جاتا ہے؟

(د) کیا حکومت صفائی کا نظام بہتر بنانے کے لئے سینیٹری و رکرز کی تاخواہیں یونین کو نسلز کے ذریعے وصول کرائے کا رادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گو جرانوالہ مستقل عملہ صفائی کی کل تعداد 1829 ہے جس میں 1254 اسامیاں پر ہیں جبکہ 575 اسامیاں خالی ہیں جس پر ابھی تک کوئی بھرتی نہ کی گئی

ہے، تمام یونین کو نسل میں عملہ صفائی کی تعداد ایک جیسی نہ ہے، حلقہ پی پی۔ 92 میں مستقل سینیٹری ورکرز کی تعداد 200 ہے عارضی ملازم کوئی نہ ہے۔ حلقہ پی پی۔ 92 میں عارضی سینیٹری ورکرز کوئی نہ ہے اور 200 مستقل سینیٹری ورکرز کام کر رہے ہیں۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں صفائی کا انتظام اگست 2006 میں منتقل ہوا ہے، لہذا متعلقہ نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ گوجرانوالہ میں صفائی کا نظام اپنے وسائل کے مطابق درست کیا جا رہا ہے غیر حاضر سینیٹری ورکرز کے خلاف حسب ضابط کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) درست نہیں۔ سینیٹری ورکرز کی تفخیم یونین کو نسل کے ذریعے وصول کردانے کا ارادہ نہ ہے کیونکہ گورنمنٹ کے احکامات کے مطابق صفائی کا نظام سٹی ڈسٹرکٹ کو منتقل ہوا ہے البتہ صفائی کے کام اور عملہ کی حاضری کی نگرانی بذریعہ منتخب ممبر ان کروائی جائی ہے۔

محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی گوجرانوالہ 2001 تا 2003 بھرتی

ہونے والے افراد کے کوائف اور میراث کی تفصیل

*2925: لالہ شکیل الرحمن (ایڈ ووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہذا میں سال 2001 سے جولائی 2003 تک گوجرانوالہ میں کتنے ملازمین کون کون سے شعبے میں بھرتی ہوئے بھرتی کا معيار کیا تھا، بھرتی ہونے والے افراد کے نام اور عمدہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا اس عرصہ کے دوران بھرتی پر پابندی تھی۔ اگر پابندی نہ تھی تو کیا اس بابت اخبار میں اشتہار دیا گیا اخبار کا نام اور تاریخ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سال 2001 سے جولائی 2003 تک دفتر استثنا ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی گوجرانوالہ میں کوئی ملازم بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ب) اس عرصہ میں بھرتی پر پابندی عائد تھی۔

صلحی حکومت جھنگ کے قیام کے بعد یونین کو نسل شاہ جیوانہ اور کلی نو میں ترقیاتی کاموں اور فنڈز کی تفصیلات

2983* جناب فیصل حیات جیونہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے:

(الف) آج تک صلحی حکومت جھنگ نے یونین کو نسل شاہ جیونہ اور کلی نو میں ڈولیپمنٹ پر کتنے فنڈز کن پر اجیکش پر خرچ کئے ہیں؟

(ب) ان فنڈز سے جو پر اجیکش شروع کئے گئے تھے، ان میں سے کتنے مکمل ہو گئے ہیں اور کتنے تکمیل کے مراحل میں ہیں؟

(ج) جو پر اجیکش تکمیل کے مراحل میں ہیں وہ کب تک مکمل کئے جائیں گے؟ وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) یونین کو نسل شاہ جیونہ میں -/ 88,21,000 روپے کی لاگت سے 19 منصوبے شروع کئے گئے اور یونین کو نسل کلی نو میں -/ 18,62,000 روپے کی لاگت سے 5 منصوبے شروع کئے گئے۔

(ب) یونین کو نسل شاہ جیونہ میں 19 منصوبے شروع کئے گئے تھے جن میں سے 13 مکمل ہو گئے ہیں اور 6 تکمیل کے مراحل میں ہیں اور یونین کو نسل کلی نو میں 5 منصوبے شروع کئے گئے تھے جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

(ج) جو پر اجیکش تکمیل کے مراحل میں ہیں وہ جون 2004 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔ منصوبوں کی یونین کو نسل وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صدر فیصل آباد کے ٹی ایم اے کا اختیار بابت قیام و اجراء بس / ویگن سینڈر

2984* رانا آفتاب احمد خان اور جناب جہانزیب امیاز گل: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امین پور بگلہ فیصل آباد میں TMA صدر فیصل آباد نے لیں سینڈر اور ویگن سینڈر قائم کر کے انہیں ٹھیک پر نیلام بھی کر دیا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا منذکرہ آفیسر اس امر کا مجاز تھا اگر وہ ایسا

کرنے کا مجاز نہیں تھا تو کیا حکومت غیر قانونی اقدام کے مرتبک آفیسر کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیپی بھی ترقی:

(الف) درست ہے مکمل جواب جز (ب) میں دیا گیا ہے۔

(ب) TMA صدر نے امین پور بنگلہ فیصل آباد پارکنگ سینڈز کی باقاعدہ منظوری دی تھی اور کیس RTA کو منظوری کے لئے بھیجا گیا تھا جو کہ ابھی تک التواہ میں ہے، TMA کی منظوری کے بعد اس کو نیلام کیا گیا تھا اور ٹھیکیدار سے واجبات بھی وصول کرنے کے بعد ٹھیکیدار نے وصولی شروع کی تھی مگر RTA کی منظوری حاصل نہ ہو سکی جس بناء پر ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا ہے، چونکہ اس کیس کا نفاذ TMA کی منظوری کے بعد کیا گیا تھا لہذا کسی آفیسر کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جاسکتی، قبل ازیں اس موضوع پر تحریک التواہ کا نمبر 7907 کا جواب بھی دیا جا چکا ہے۔

موضع رسول پور، تحصیل دیپاپور۔ سولنگ، نالیاں اور سیورنچ سسٹم کا قیام 2990* چودھری افتخار حسین چھپھر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیپی بھی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گاؤں رسول پور تحصیل دیپاپور ضلع اوکاڑہ جو کہ ایک مرکزی گاؤں ہے اور اس کی آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے اتنے بڑے گاؤں میں کوئی سولنگ، نالیاں و سیورنچ کا سسٹم موجود نہ ہے ملکہ پبلک بیلٹھ نے تعمینہ لاغت تقریباً 30 لاکھ روپے لگایا تھا لیکن رسول پور کی سیورنچ و سولنگ نالیاں سکیم نہ بن سکی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں میں ایک بڑی زرعی اجنباس کی منڈی ہے لیکن سیورنچ، سولنگ، نالیاں نہ ہونے کی وجہ سے پوری آبادی رسول پور مسائل اور گندگی کا گڑھ بن چکی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ گاؤں کے ترقیاتی کام سالانہ ترقیاتی پروگرام یا کسی دیگر تعمیر و ترقی کی سکیم میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے توکب تک اور نہیں تو

اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ گاؤں رسول پور تحصیل دیپاپور کا مرکزی گاؤں ہے۔ گاؤں میں سونگ، نالیاں اور سیور تنج سسٹم موجود نہ ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ نے 30 لاکھ روپے کا تخمینہ لگوایا تھا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں میں اجنس کی بڑی منڈی ہے۔ پوری آبادی مسائل اور گندگی کا گڑھ بن چکی ہے۔

(ج) رواں ماں سال میں اس قسم کی کوئی سیکیم زیر غور نہ ہے۔ اضافی فنڈز دستیاب ہونے کی صورت میں مذکورہ گاؤں میں ترقیاتی کام کرائے جاسکتے ہیں۔

بصیر پور تحصیل دیپاپور۔ سونگ، نالیوں اور سیور تنج سسٹم کا قیام

2991*: چودھری افتخار حسین چھچھر زکیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بصیر پور تحصیل دیپاپور ضلع اوکاڑہ کے علاقہ محلہ نئی آبادی و غوث پورہ تقریباً 20 ہزار افراد پر مشتمل ہے اور غوث پورہ و محلہ نئی آبادی میں کوئی سیور تنج کا نظام موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آبادیوں میں سیور تنج و سونگ اور نالیاں نہ ہونے کی وجہ سے سارا سارا دن گند اپانی گھروں اور گلیوں میں کھڑا رہتا ہے آئے روز نئی نئی بیماریاں پیدا ہوتی رہتی ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ آبادیوں کے ترقیاتی کام سالانہ ترقیاتی پروگرام یا کسی دوسرا تعییر و ترقی کی سیکیم میں اس کو شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ بصیر پور کا محلہ نئی آبادی غوث پورہ تقریباً میں ہزار افراد پر مشتمل ہے اور محلہ مذکورہ میں سیور تنج کا نظام موجود نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آبادی میں مناسب نکاس نہ ہونے سے گلیوں میں گند اپنی

کھڑا رہتا ہے۔

(ج) تخلیل میو اسپل ایڈمنسٹریشن دیپالپور کی طرف سے سیورچ سولنگ نالی کا پندرہ ملین مالیتی منصوبہ بنایا گیا ہے فذ زمیسر ہونے پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

**ایاز پارک یو۔ سی ونڈالہ دیال شاہ فیروزوالہ شیخوپورہ سولنگ
اور نالیوں کی تعمیر کی تفصیل**

3011*: جناب ارشد محمد بگو: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایاز پارک یو۔ سی ونڈالہ دیال شاہ فیروزوالہ (شیخوپورہ) میں سولنگ اور نالیاں بچھانے کا کام کب شروع ہوا اس کام کا تخمینہ لਾگت، مدت تکمیل کیا تھا؟

(ب) کیا اس کام کا ٹینڈر اخبارات میں دیا گیا تو اخبار کی نقل فراہم کی جاوے نیز کتنے افراد / پارٹیوں نے ٹینڈروں میں حصہ لیا نیز ٹینڈر کی مالیت اور کمپنی کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) یہ کام محکمہ کے کن کن ملازمین کے زیر نگرانی مکمل ہوا ان کے نام، عمدہ، گرید اور جگہ تعیناتی فراہم کی جائے؟

(د) کیا جتنا کام مکمل کروانے کے لئے اخبارات میں ٹینڈر دیا گیا تھا موقع پر بھی اتنا ہی کام ہوا اگر موقع پر کام کم ہوا اور ٹھیکیدار کو زیادہ ادائیگی کی گئی ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے نیز ٹھیکیدار کو کس کس مد میں کتنی رقم ادا کی گئی ہر مدد کی اردو میں تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) ایاز پارک یو۔ سی ونڈالہ دیال شاہ میں سولنگ اور نالیوں کا کام مورخ 02-04-17 کو شروع ہوا۔ اس کام کا تخمینہ لਾگت مبلغ - 7,50,000 روپے تھا لیکن ٹھیکیدار کے کم ریٹ کی وجہ سے یہ کام مبلغ - 7,40,000 روپے میں مورخ 01-02-15 کو مکمل ہوا۔

(ب) مذکورہ کام کا ٹینڈر اخبار میں دیا گیا تھا اس کی نقل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ٹینڈر میں تین فرم ہائے / ٹھیکیدار ان نے حصہ لیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

میاں بلڈرز -1

چودھری انٹر پر ائرائز -2

میاں عبدالغنی (فرست موائزہ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

سب سے کم ریٹ میاں عبدالغنی کے آئے جس پر اسے ورک آرڈر دیا گیا۔

(ج) مذکورہ کام درج ذیل افسران کے زیر نگرانی مکمل ہوا۔

چودھری زاہد یا گسین 18 -1

جاوید اقبال پروازا یکسین 18 -2

سلطان محمود خان 18 -BS موجودہ تعیناتی اُو (آئی اینڈ ایمس) فیروزوالہ

ذوالفقار پریس ایمس -ڈی -او

محمد سعید ایمس -ڈی -او 17 -BS موجودہ تعیناتی اے اُی اُو (آئی اینڈ ایمس) فیروزوالہ

سلیم ندیم سب انجنئر موجودہ تعیناتی دفتر چیف انجنئرنگ پبلک، سیلچھ انجنئرنگ

(د) موقع پر کام تحریکیہ کے مطابق کرایا گیا ہے اور ادائیگی کام کے مطابق کی گئی ہے۔ تفصیل

کام و ادائیگی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میں روڈ ٹاج کالوںی شاہدرہ لاہور کی تعمیر

*3029: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں

گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میں روڈ ٹاج کالوںی، خورشید پارک، شاہدرہ لاہور کو اہل علاقہ نے اپنی مدد آپ کے تحت تقریباً 100 فٹ لمبی سڑک ایک فٹ موٹی لنکریٹ سے بنارکھی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2003 کو ضلعی حکومت نے مذکورہ سڑک کو از سر نو تعمیر کرنے کے لئے پہلے سے موجود سڑک کو نو ز پھوڑ کر ایک ایک فٹ گری کھدائی کی؟

- (ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھدائی کے بعد مذکورہ سڑک کا فنڈ کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا اور ٹھیکیدار پہلے سے موجود سڑکات کا ملبہ بھی اٹھا کر لے گیا اور اسے فروخت کر دیا؟
- (د) اگر درج بالانکات درست ہیں تو مذکورہ سڑک کا فنڈ کسی اور جگہ کیوں منتقل کیا گیا نہیں بلبہ کو غیر قانونی طور پر اٹھانے اور اسے فروخت کرنے کے جرم میں مذکورہ ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟
- (ه) کیا حکومت اس زیادتی کے بعد مذکورہ سڑک کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اپنی مدد آپ کے تحت جو سڑک بنی ہوئی تھی اسے تباہ و بر باد کرنے کے ازالہ کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

- (الف) یہ علم نہ ہے البتہ واسانے ملحق آبادی میں تقریباً 1300 فٹ لاٹ کا گئی ہے۔
- (ب) اس جگہ سڑک ہونے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ واسانے یہاں میں 2003 میں تقریباً 1300 فٹ سیور لگایا تھا، جس کے لئے صرف تین فٹ چوڑی کھدائی کی گئی جو سیور تھے لگانے کے بعد مٹی ڈال کر لیوں کر دی گئی۔
- (ج) واسیا اس کے ٹھیکیدار نے اس جگہ سے کوئی بلبہ نہیں اٹھایا اور نہ ہی فنڈ کسی دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔
- (د) واسیا اس کے ٹھیکیدار نے اس جگہ سے کوئی بلبہ نہیں اٹھایا اور نہ ہی فنڈ کسی دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔
- (ه) مذکورہ سڑک محکمہ واسانے سیور تھے کے لئے توڑی تھی سڑک کی دوبارہ تعمیر کے سلسلہ میں فی الحال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر غور ایسی کوئی تجویز نہ ہے۔

لاہور کے ٹاؤن زنا ظمیں و نائب ناظمیں کے نام
اور ملنے والی گرانٹس و اخراجات کی تفصیل

3070*: چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کے کتنے ٹاؤن ہیں ہر ٹاؤن، ٹاؤن ناظم اور نائب ناظم کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یکم جنوری 2002 سے ہر ٹاؤن کو کتنی گرانٹ حکومت کی طرف سے ملی اور کتنی دیگر ذرائع سے موصول ہوئی؟

(ج) یہ رقم کن کن مدد اور ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

(د) کیا ان ٹاؤنز کا اس عرصہ میں ملٹو والے فنڈز کا آڈٹ ہوا ہے اگر نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) لاہور کے چھ ٹاؤن ہیں ہر ٹاؤن ناظم اور نائب ناظم کے ناموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ٹاؤن	نام ناظم	نام نائب ناظم
-1	راوی ٹاؤن	میال عاصم میر	مر محمد آصف
-2	شالamar ٹاؤن	چودھری محمد عاشق ڈیال	میال اعجاز احمد
-3	عزیز بھٹی ٹاؤن	چودھری محمد اشرف	چودھری محمد اسماعیل
-4	داتا گنج بخش ٹاؤن	خواجہ محمد حسان	میال محمد عثمان
-5	اقبال ٹاؤن	سردار عادل عمر	میال جاوید علی
-6	نشتر ٹاؤن	میحر (ر) محمد فیض حسرت	شیخ محمد ادریس

(ب) یکم جنوری 2002 سے ہر ٹاؤن کو جس ذرائع سے جتنی گرانٹ موصول ہوئی اس کی ٹاؤن وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ٹاؤن	حکومتی گرانٹ	دیگر ذرائع
1475082	راوی ٹاؤن	32775839	-----
-----	شالamar ٹاؤن	19578000	-----
-----	عزیز بھٹی ٹاؤن	7921000	-----
-----	داتا گنج بخش ٹاؤن	-----	ٹاؤن کے اپنے ترقیاتی فنڈز
20.49			20.49 کروڑ غیر ترقیاتی فنڈز

221909468	22187000	اقبال ٹاؤن	-5
-----------	----------	------------	----

-----	36746900	نشتر ٹاؤن	-6
-------	----------	-----------	----

(ج) ترقیاتی سکیمیوں، ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر مددات پر خرچ کی گئی ٹاؤن وار ترقیاتی سکیمیوں کی تفصیل برسمہ (الف)، (ب)، (ج)، (د)، (ر) اور (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام فنڈزوں دیگر اخراجات کا پری آڈٹ سکیم کے تحت باقاعدگی سے آڈٹ ہوتا ہے۔

صلح خوشاب۔ یونین کو نسلنے اور ترقیاتی فنڈزوں کی تفصیلات

3083*: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صلح خوشاب میں تمام یونین کو نسلوں کو ترقیاتی فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں ان کی مکمل تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض یونین کو نسلوں کو ترقیاتی فنڈز نہیں ملے ان کی تفصیلات بھی دی جائیں؟

(ج) اگر جن بلاکا جواب اثبات میں ہے تو جن یونین کو نسلنے کو فنڈز نہیں دیئے گئے، اس کی وجہات کیا ہیں، کیا حکومت ان یونین کو نسلوں کو فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ صلح خوشاب میں تمام یونین کو نسلوں کو صوبائی مالیاتی فنڈ کی جانب سے یکساں طور پر مبلغ ساٹھ ہزار روپے ماہانہ گرانٹ دی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) تمام یونین کو نسلوں کو باقاعدگی سے صوبائی حکومت کی جانب سے مالیاتی ایوارڈ کے تحت فنڈز جاری کئے جا رہے ہیں۔

TMA فیصل آباد۔ سینیٹری اور کرزکی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

3103*: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایم اے فیصل آباد میں سینیٹری ورکرز کی کل تعداد کیا ہے اور کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں یونین کو نسل وار تقسیم کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) سینیٹری ورکرز کس حیثیت میں عوام سے منتھلی کو لیکشن کرتے ہیں اور اس میں کون کون سے افراد حصہ دار ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) ٹی ایم اے فیصل آباد (کٹی) میں منظور شدہ سینیٹری ورکرز کی تعداد 3116 ہے، جن میں سے 403 اسامیاں خالی ہیں، ان کی تقسیم حسب ذیل ہے:-

3116	TMA	فیصل آباد میں منظور شدہ کل سینیٹری ورکرز کی تعداد
290		خالی اسامیاں
113		یونین کو نسلوں میں خالی اسامیاں
403		کل خالی اسامیاں (290+113)
300		اسپیشل گینگ کی صورت میں میونسل حدود میں شامل شدہ

6 نئی یونین کو نسلوں (177 تا 182) اور شرکی بڑی اور اہم سڑکات پر کام کرنے والے سینیٹری ورکرز یونین کو نسل وار سینیٹری ورکرز کی تقسیم تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ الزام بے بنیاد ہے۔

کشمیر روڈ فیصل آباد کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

3104*: جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے

کہ:

(الف) فیصل آباد کشمیر روڈ کو فیصل آباد کے پلان اور روڈ کنسٹرکشن پر اجیکٹ سے کن وجوہ کی بنیاد پر یکسر نظر انداز کیا گیا ہے جبکہ وہ دس لاکھ کی آبادی کی گزرگاہ ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا سال 2003-04 میں اس منصوبے کو شامل کیا گیا ہے اگر ہاں توکب تک تعمیر شروع ہو جائے گی، نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

- (الف) کشمیر روڈ فیصل آباد بھالی سڑکات منصوبہ (FRRP) کی ترمیم شدہ لسٹ میں جو کر 94 سڑکوں پر مشتمل ہے شامل ہے، سڑک کی کل لمبائی 1.50 کلومیٹر ہے جبکہ موجودہ چوڑائی 16 سے 20 فٹ ہے۔ سڑک کی مجاز چوڑائی 30 فٹ ہے جبکہ اس پر کل تعمینہ لگت تقریباً 16.000 میلین روپے ہے سڑک FWO سے تعمیر کروانا مقصود تھی مگر فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام شروع نہ کیا جاسکا۔
- (ب) یہ سڑک سال 04-2003 کے ترقیتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔ جو نبی مطلوبہ فنڈز میسر ہوئے تو سڑک تعمیر کردی جائے گی۔

تحصیل ناظم سیالکوٹ کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیلات

*3137: جناب ارشد محمود گبو: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل ناظم سیالکوٹ کے زیر استعمال اس وقت کتنی گاڑیاں ہیں ان گاڑیوں کے نمبرز و تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل ناظم سیالکوٹ کی تحویل میں صرف ایک سرکاری گاڑی ہے جس کا نمبر STM 7088 ہے مگر تحصیل ناظم یہ گاڑی استعمال میں نہیں لاتے بلکہ اپنی ذاتی گاڑی استعمال کرتے ہیں۔

*3145: محترمہ شمینہ نوید (ایڈ ووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

- (الف) کیا یہ درست ہے کہ دفتر ضلع کو نسل بہاؤ نگر کے عقب میں واقع محلہ جہانگیر کوٹ میں صدر کریانہ سٹور تاچی آنائیک محمد (محلہ اسلام نگر) ابھی تک سڑک کچی ہے؟
- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سڑک نیچی اور پلاٹ غالی ہونے کی وجہ سے بارش کا پانی کئی کئی دن ڈیرے جمائے رکھتا ہے جو کہ آس پاس تعمیر شدہ دکانوں کو بھی نقصان پہنچا رہا

ہے اور کسی بھی وقت کوئی مکان یادیوار گرنے کا حادثہ پیش آ سکتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متنزکرہ محلہ میں سڑیت لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے رات کو عوام الناس کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متنزکرہ سڑک کو پختہ کرنے اور متنزکرہ محلہ میں سڑیت لائٹ لگانے کو تیار ہے، اگر ہاں توکب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ گزشتہ سال تک یہ سڑک کچی تھی اب محلہ جہانگیر کوٹ میں صدر کریانہ سٹور تاچکی نیک محمد (محلہ اسلام نگر) بلکہ اس سے بھی آگے تک سڑک پختہ ہو چکی ہے، یہ سڑک کی ایم اے بہاو لگرنے تعمیر کی ہے، مذکورہ سڑک کے علاوہ بھی اس محلہ کی بہت سی سڑکوں کو پختہ کر دیا گیا ہے۔ اس وقت اہل محلہ کو آمد و رفت میں کسی تکلیف کا سامنا نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ متنزکرہ سڑک پختہ ہونے کی وجہ سے اب یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے، خالی پلاٹوں پر اب تعمیرات ہو چکی ہیں۔ گلی میں سیور ٹچ بچھا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے سڑک وغیرہ پر پانی کھڑا ہوتا ہے اور نہ ہی کسی مکان، دکان یادیوار کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ اہل محلہ کو نیادی سو لیس حاصل ہیں۔

(ج) تحصیل میونسل ایڈمنیسٹریشن نے مذکورہ محلہ میں سڑیت لائٹ نصب کر دی ہیں، عوام الناس کو رات کے وقت آمد و رفت میں کسی تکلیف کا سامنا نہ ہے۔

(د) اس کا جواب مذکورہ بالا اجزاء میں دیا جا چکا ہے۔

صلح بہاولپور میں قائم منڈی مویشیاں کی تعداد، نام
اور موجودہ ٹھیکہ جات کی تفصیل

3189*: ملک محمد اقبال چنڑی کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز شیخ بیان فرمائیں گے

کہ:

(الف) اس وقت صلح بہاولپور میں کتنا منڈی مویشیاں موجود ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان منڈیوں کے موجودہ ٹھیکہ جات کی نیلامی کب ہوئی تھی ان کی نیلامی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان اخبارات کے نام، پتا جات اور رقم کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

(ج) یہ ٹھیکہ جات کن کن پارٹیوں کو الٹ کئے گئے ان کے نام، پتا جات اور رقم کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

(د) ان منڈیوں کے ٹھیکہ جات کے حصول کے لئے کتنے افراد نے ٹینڈر ز میں حصہ لیا ان کے نام، پتا جات اور کال ڈیپاٹ کی رقم کی تفصیل فراہم کریں؟

(ه) یہ ٹھیکہ جات الٹ کرنے والی اخترائی کا نام عمدہ، گردی اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے نیز جن پارٹیوں کو یہ ٹھیکہ جات الٹ ہوئے ان کے نام پتا جات اور رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اس وقت کتنی منڈیوں کے ٹھیکہ جات کے بارے میں کن کن کورٹس میں مقدمات کب سے چل رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کی شن نمبر (nn) 54 کے مطابق تحصیل میونسل ایڈمنیسٹریشن کو منڈی مویشیاں کے انعقاد کا اختیار حاصل ہے ضلع بہاولپور میں تحصیل خیرپور نامیوالی، احمدپور شرقیہ، یزمان حاصل پور اور بہاولپور ہیں، متعلقہ تحصیل میونسل ایڈمنیسٹریشن سے جواب حاصل کیا جو کہ بالترتیب تتتمہ (الف، ب، ج، د) اور (ه) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغل پورہ لاہور کی رابطہ سڑک کی تعمیر و مرمت
3243*: ملک محمد اقبال چنڑی کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے
کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغل پورہ لاہور کو جانے والا راستہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے طالب علموں اور ان کے والدین کو آنے جانے کے لئے انتہائی دشواری کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی تعمیر از سر نو کرنے کو تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہات؟

وزیر مقامی حکومت و دیکھی ترقی:

(الف) یہ راستہ جزوی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) شالamar ٹاؤن انتظامیہ کے پاس ترقیاتی فیڈر نہایت ہی محدود ہیں جیسے ہی گورنمنٹ کی طرف سے فیڈر موصول ہوں گے مذکورہ سڑک کی تعمیر و مرمت کردی جائے گی، اس سڑک کی تعمیر و مرمت کے لئے تقریباً 10 لاکھ روپے درکار ہونگے۔

تحصیل سٹی گوجرانوالہ۔ ڈیلی ویجز ملازم میں اور دیگر مسائل کی تفصیل

3275*: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکھی ترقی از راہ نواز شہ بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نئے بلدیاتی آرڈیننس کے مطابق ضلعی محاسب کا ادارہ قائم کیا جانا تھا مگر کن وجہات کی بناء پر یہ ادارہ باوجود 2 سالہ طویل عرصہ گزرنے کے (Activate) نہ ہو سکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل میونسل ایڈمنیسٹریشن گوجرانوالہ میں ہر ماہ جعلی سینیٹری ورکروں کے نام پر لاکھوں روپیہ فرضی ڈیلی ویجز مسلم سینیٹری ورکروں کی تنخواہوں کے نام پر نکلوایا جا رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان فرضی تقرری ناموں کے احکامات اور حلقة ناظم کی ترتیب سے امیدواروں کے نام و مکمل رہائشی پتے مع شناختی کارڈوں کی فوٹو کاپیوں کی مکمل فرست اخترائی مجاز گوجرانوالہ سے طلب کر کے ایوان میں پیش کرنے کا رادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل سٹی گوجرانوالہ کے پیش آڈٹ کا پروگرام بنا تھا، مگر بعض وجہات کی بناء پر یہ خصوصی آڈٹ روک دیا گیا جب کہ ان حالات میں تحصیل سٹی کی جزل انسپکشن اور خصوصی آڈٹ کروانا وقت کا ہم تقاضا ہے؟

(ه) اس وقت تحصیل سٹی گوجرانوالہ میں مقامی اہلکار کس گرید میں کس پوسٹ پر کتنے عرصہ سے متواتر ڈیلوٹی ادا کر رہے ہیں تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیسی کی ترقی:

- (الف) صوبہ پنجاب میں ضلعی محنت کے قیام کے لئے سلیکشن کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے، سلیکشن کمیٹی کے کونیز جناب جسٹس جاوید بڑھ Elevate ہو کر سپریم کورٹ آف پاکستان میں چلے گئے ہیں۔ ان کی جگہ نئے کونیز کی تعیناتی کے لئے جناب چیف جسٹس، لاہور ہائی کورٹ کو تحریر کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں ضلعی محنت کے دفاتر کے غیر ترقیاتی اخراجات کی منظوری کے لئے ایک سمری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو اسال کردی گئی ہے، مذکورہ سمری کی منظوری کے بعد ضلعی محنت کے دفاتر کا قیام عمل میں آجائے گا۔
- (ب) درست نہ ہے جو شاف کام کرتا ہے، حلقة نائب ناظم اور متعلقہ آفسیر اچارج کی تصدیق کے بعد اس کو حسب ضابطہ ادائیگی کی جاتی ہے۔
- (ج) اس ضمن میں تحریر ہے کہ درک چارچ ملازمین صرف اور صرف 89 یوم کے لئے بالکل عارضی طور پر روزانہ اجرت کی بنیاد پر بھرتی کئے جاتے ہیں ان کی درخواست ہائے مع شناختی کارڈ موجود ہیں۔
- (د) ہما وقتی استینٹ ڈائریکٹر آڈٹ، آڈٹ آفسیر اور عملہ موجود ہے جو کہ ہر بل اور فائل کا آڈٹ کر کے بل پاس کرتے ہیں اور اس کی روپورٹ بھی رکھتے ہیں۔
- (ه) فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل کو نسل پاکپتن شریف۔ ٹھیکہ جات کی تفصیلات

- *3279: چودھری جاوید احمد (ایڈ ووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیسی کی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-
- (الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کو نسل پاکپتن شریف میں مورخہ 31/12/2002 کو ٹینڈر منعقد ہوئے جو بعد میں کینسل کر دیئے گئے یہ ٹھیکہ جات کن کن ریٹس پر کس کس پارٹی کو شیڈول ریٹس سے کم یا زیادہ پر الٹ کئے تھے؟
- (ب) تحصیل کو نسل پاکپتن میں 12-03-04 کو ہونے والے مختلف ٹھیکہ جات کی تفصیل نیز کن کن پارٹیوں کو کس کس ریٹس پر کام الٹ کئے گئے؟

(ج) کینسل ہونے والے ٹینڈرز اور بعد کے ٹینڈرز کی Comparative Statement

بھی فراہم کریں؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل کو نسل پاکستان شریف نے مورخہ 31/3/2002 کو ٹینڈر طلب کئے تھے جو کہ بعد میں منسوخ کر دیئے گئے۔

(ب) 12-04-2003 کو ہونے والے ٹینڈروں، کامیاب ٹھیکیداروں اور ریٹس کی فرست ستمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کینسل ہونے والے ٹینڈر اور بعد کے ٹینڈر کی تقابلی فرست ہائے ستمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی پی-112 گجرات- یونین کو نسلز ترقیاتی فنڈز اور پراجیکٹس کی تفصیل

3326*: جناب تنور اشرف کا رہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی-112 میں واقع تمام یونین کو نسلوں کو گزشتہ دوساروں میں کتنے فنڈز ملے ہیں ہر یونین کو نسل کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان فنڈز سے کون سے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ہر منصوبہ پر آنے والی لائگت کی تفصیل بیان کی جائے اور کون سے منصوبے زیر تکمیل ہیں؟

(ج) ان تمام یونین کو نسلوں کے تمام منصوبے جات کن ٹھیکیداروں نے مکمل کئے ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں کیا ان منصوبے جات سے متعلق کی گئی تمام عوامی شکایات کا ازالہ کیا گیا ہے؟

(د) حلقہ پی پی-112 کی تمام یونین کو نسلوں میں تعینات سٹاف کے نام، عمدہ کیا ہیں نیز گزشتہ دوسال میں غیر ترقیاتی اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیکی ترقی:

(الف) حلقہ پی پی-112 میں یونین کو نسلوں کی کل تعداد 18 ہے، جن کو مبلغ 41.230 ملین روپے کے فنڈز دیئے گئے ہیں، جن کی یونین کو نسل وار تفصیل درج ذیل ہے:-

2.360	ساروکی-17	-1
1.260	مچھیانیہ-18	-2
2.260	صابووال-25	-3
2.110	ہری والا-26	-4
1.960	دینا-29	-5
1.960	عادووال-30	-6
2.860	پنجن کسانہ-76	-7
1.960	کوٹلہ قاسم خان-81	-8
3.360	ٹھیکریاں-82	-9
1.960	گنج-83	-10
1.960	لالہ موسیٰ I-84	-11
1.960	لالہ موسیٰ II-86	-12
1.960	لالہ موسیٰ III-86	-13
2.360	لالہ موسیٰ IV-87	-14
1.960	خواص پور-88	-15
3.660	چکوری شیر غازی-89	-16
3.360	چک میانہ-90	-17
1.960	بھدر-102	-18

(ب)

ان فہذے سے تجھیل شدہ منصوبوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

I۔ ہر منصوبے پر آنے والی لگات کی تفصیل بھی ملاحظہ تتمہ (الف)

II۔ زیر تجھیل منصوبوں کی تفصیل مع اخراجات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان تمام یونین کو نسلوں میں تمام منصوبہ جات جن جن ٹھیکیداروں نے مکمل کئے ان کے نام اور پتے حصہ (ب) میں دیئے گئے جواب میں نسلک ہیں مزید یہ کہ اس سلسلے میں کوئی عوامی بیکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) ہر یونین کو نسل میں تعینات ٹاف کے نام و عمدیداروں کی تفصیل مع غیر ترقیاتی اخراجات کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیلر چوک تاکرول گھائی لاہور۔ سڑک کی تعمیر

3369* محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے

کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیلر چوک بغبان پورہ تاکرول گھائی براستہ مسجد حاجی تاج دین ملتانی کالونی والی سڑک تاحال مکمل نہ ہے جبکہ سڑک پر بھری وغیرہ بھی ڈال دی گئی تھی اور ٹھیکیں ادا کام ادا ہو رہے ہیں کہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے ارد گرد متعدد آبادیاں تعمیر ہو چکی ہیں جن کے رہائشوں کے آنے جانے کا سبکی سڑک واحد راستہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک، نہیں تو وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی:

(الف) شالamar ٹاؤن انتظامیہ نے مذکورہ سڑک پر کوئی کام شروع نہیں کروایا۔

(ب) اس سڑک پر بھری پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم والوں نے ڈالی تھی لیکن بعد میں کام ادا ہو رہا چھوڑ دیا۔

(ج) شالamar ٹاؤن کے مالی وسائل نہایت ہی محدود ہیں جیسے ہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز موصول ہوں گے ٹاؤن مذکورہ سڑک کو تعمیر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر محترمہ مناسب بھیں تو تعمیر پنجاب پروگرام کے تحت یہ سڑک تعمیر کروائی جاسکتی ہے۔

نیو بھوگیوال چوک تا شیلر چوک لاہور۔ سڑک کی تعمیر

3370* محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر مقامی حکومت و دیسی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں

گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سڑک نیو بھوگیوال چوک تا شیلر چوک بغبان پورہ لاہور تاحال کچی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کافی نیچی ہے جس کی وجہ سے سڑک پر کئی کئی دن پانی کھڑا رہتا ہے، ٹریف بھی نہیں چلتی کیونکہ سڑک ہمارا نہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے اور ٹریف چلانے کامناسب بندوبست کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں توکب تک، نہیں تو وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے سڑک ناہوار ہونے کی وجہ سے پانی کھڑا رہتا ہے۔

(ج) شالamar ٹاؤن کے مالی و سائل نہایت ہی محدود ہیں، جو نبی گور نمٹ کی طرف سے فنڈز وصول ہوں گے شالamar ٹاؤن مذکورہ سڑک کی تعمیر و مرمت کا کام عمل میں لائے گا۔

پی پی۔ 167 شیخونپورہ۔ ترقیاتی فنڈز اور ترقیاتی پراجیکٹس کی تفصیلات

*3390(A): میاں خالد محمود: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال 1997 سے آج تک حلقہ پی۔ 167 میں کتنے ترقیاتی کام ہوئے اور کتنے فنڈز میا کے گئے سال وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سال 2002-1997 میں حلقہ پی۔ 167 میں محکمہ کی طرف سے کوئی ترقیاتی فنڈز خرچ نہ کئے گئے ہیں دیگر سالوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	کل منصوبہ جات رقم (لاکھوں میں)
50.0	24	2002-2003
44.49	26	2003-2004
50.00	31	2004-2005
44.55	23	2005-2006

جبکہ سال 1997 سے لے کر حلقہ پی۔ 167 سٹ شیخونپورہ میں سابق بلدیہ شیخونپورہ / ٹی ایم اے شیخونپورہ نے درج ذیل منصوبہ جات کمل کئے۔ تعداد منصوبہ جات نیز میا کر دہ فنڈز کی سال وار تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	تعداد منصوبہ جات فنڈز (روپے)
4,16,88,000/-	318	1997-1998
4,79,34,000/-	654	1998-1999

1,45,75,000/-	192	1999-2000	3
3,50,00,000/-	225	2000-01	4

تفصیل ترقیاتی منصوبہ جات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آج چونکہ کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! یوں ناظم سے متعلق بات کر رہے تھے کہ ان کو فنڈز نہیں مل رہے، بڑی بڑی بات ہے لیکن یہاں تو یہ صورت حال ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کا جو منتخب ناظم اعلیٰ ہے، ضلع ناظم اعلیٰ کے فنڈز روک دیئے گئے ہیں اور یہ صرف فیصل آباد میں یوں ناظمین کے نہیں ہیں بلکہ ملتان میں بھی ایسا ہی ہے کہ جو لوگ مسلم لیگ (ق) میں شامل نہیں ہیں ان یوں ناظمین کے ضلع ناظم نے فنڈز بالکل روک رکھے ہیں۔ ایک پانی بھی ان کو نہیں مل رہی۔ میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کو کہیں کہ کم از کم وہ جو منتخب لوگ ہیں ان کے فنڈز ضرور جاری کریں تاکہ ان کی حکومت کی نیک نامی ہو۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میر اپنے آف آرڈر یہ ہے کہ اخبارات میں پچھلے کئی روز سے یہ آرہا ہے کہ ہمارے دو بڑے رفائی اور سماجی ادارے الرشید ٹرست اور الائختر ٹرست پر حکومت نے پابندی لگائی ہے۔ حکومت کے جو نمائندے ہیں بر گیڈی ٹری جاوید اقبال چیمہ، انھوں نے پریس کانفرنس میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان دونوں تنظیموں کی رفائی اور سماجی کاموں میں بہت کارکردگی ہے اور ان تنظیموں کے غلاف کوئی ملکی، کوئی غیر آئینی، کوئی غیر قانونی ہمیں شکایت نہیں ہے۔ ان تنظیموں پر اس لئے پابندی لگائی گئی ہے کہ چونکہ اقوام متحدہ نے امریکہ کے دباو پر ان پر پابندی لگوائی ہے۔

جناب سپیکر! ان دونوں ٹرست کے حوالے سے پچاس ہزار کے قریب لوگ ان سے وابستہ ہیں، جن کو یہ نمذکر دیتے ہیں، جن بیواؤں کا یہ نان نفقہ چلاتے ہیں، ان کے روزگار چلتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ ملک تو پاکستان ہیں، خود جزل پرویز مشرف نے الرشید ٹرست اور الامتحن ٹرست کی جو زلزلہ زدگان میں انھوں نے خدمات سرا نجات دی تھیں اس پر ان کی تعریف کی اور حکومت پاکستان کا بھی یہ موقف ہے کہ ان کے خلاف کوئی ایسی شکایت نہیں ہے کہ جس پر ان پر پابندی لگائی گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے سارے دوستوں سے یہ درخواست کروں گا کہ ہماری طرف سے حکومت پاکستان کو یہ message جانا چاہئے کہ وہ اس پر stand لے اور ان دواداروں کو جو الرشید ٹرست اور الامتحن ٹرست ہے ان پر پابندی کو ختم کریں۔ بہت شکریہ

پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے تحت ہونے والے پرائمری امتحانات

کا بہانہ بنائے پرائیویٹ سکولوں کا طلباء و طالبات کو لوٹنا

(--- جاری)

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب! --- یہ تحریک التوائے کار نمبر 935 ہے، یہ move ہو چکی ہے، اس کا جواب آنا تھا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ move ہو چکی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا تھا کہ میں آج اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری گوندل صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! اصل میں شیخ صاحب سے متعلق تحریک التوائے کاریہ ہے کہ جو پرائیویٹ سکولز یا پرائیویٹ طالب علم ہیں ان سے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے نام پر تعلیمی اداروں کے جو سربراہ ہیں وہ ایڈمشن فیس/- 250 روپے وصول کر رہے ہیں۔ اس میں میری submission یہ ہے کہ یہ دسمبر 2006 سے پہلے جماعت پنجم کے داخلے کے لئے پچھیں روپے اور جماعت ہشتم کے داخلے کے لئے پچاس روپے فی طالب علم وصول کیا جاتا تھا۔ دسمبر 2006 میں پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے فیصلے کے مطابق کسی بھی طالب علم سے کوئی ایگزامینیشن فیس وصول نہیں کی جا رہی اور اس سلسلے میں تمام ای ڈی اوسا جان کو تحریری طور پر اطلاع پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے فیصلے کی

رو سے کوئی بھی ادارہ یا ادارے کا سربراہ کسی بھی امیدوار سے فیس وصول نہیں کر سکتا۔ اس سلسلے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کوئی تعلیمی ادارہ ذاتی طور پر یا اس کا سربراہ از خود پنجاب ایگر زمینیشن کمیشن کے فیصلے یا ان کی ہدایت کے بر عکس کوئی فیس وصول کر رہا ہے تو میں محترم ممبر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کی اطلاع ہمیں دیں، انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا کام ہاؤس میں اس مسئلے کو raise کرنا ہے، ان کے ڈیپارٹمنٹ کو اطلاع دینے سے متعلق یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی اس کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں کہ ایجو کیشن منسٹری پوری چل رہی ہے اور یہ جو میں نے بات کی ہے یہ بالکل صحیح بات ہے، جو رجڑ سکولز ہیں اور جو بھی ادارے ہیں انھوں نے طالب علموں کی حیبوں پر ڈاکا ڈالا ہے اور انھوں نے باتفاق دیہ کہا ہے کہ آپ ایسا کریں کہ اگر آپ نے اس ماں فیس جمع نہ کروائی تو آپ کے داخلے نہیں بھجوائے جائیں گے۔ ان کو اس probe matter کو constitute کرنا چاہئے اور میری یہ گزارش ہے کہ آپ میری اس تحریک التوائے کا رکو in order ہوئے۔ اس پر یا تو آپ ممبران پر مشتمل کوئی کمیٹی کریں جو جا کر دیکھے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری گزارش سنیں۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے یہ جو تحریک move کی ہے یہ ایک اخباری خبر کے حوالے سے آپ نے یہ تحریک move کی ہے کہ اخبار میں آیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائے ہیں کہ اگر ایسی کوئی چیز ہو رہی ہے تو معزز رکن اگر نشاندہ کریں گے تو ہم اس کی انکواڑی کروالیں گے تو اگر آپ کے نوٹس میں یہ ہے کہ فلاں جگہ یہ گڑ بڑ ہو رہی ہے تو آپ ان کو اطلاع کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: انشاء اللہ تعالیٰ کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: یا تو آپ کے پاس کوئی مصدقہ چیز ہوتی تو پھر تو ٹھیک تھا۔ یہ ایک اخباری خبر کے حوالے سے آپ نے دے دی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جن لوگوں نے شکایت کیں ہیں، جن لوگوں کے پچوں سے - 250 روپے وصول کئے گئے ہیں میں ان کے affidavits بھی میں ہاؤس میں submit کر دوں گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ کارکردگی کے اعتبار سے وزراء یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کے اوپر جو ایک question mark ہے اسے یہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کر ختم کر سکتے ہیں۔ اب ایک مسئلہ raise ہوا ہے، ایک بات سامنے آگئی ہے، نشاندہی ہو گئی ہے تو یہ اس بارے میں یہاں پر categorically announce کریں۔

جناب پیکر: وہ فرمائے ہیں کہ انکو اُری کروائیں گے اور جو لوگ guilty پائے گے انھیں سزا دی جائے گی۔ چونکہ محرک اسے مزید press نہیں کرنا چاہتے لہذا تحریک of dispose کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤ الدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پیکر: جی، فرمائیے!

شیخ علاؤ الدین: جناب پیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ کی بھرپور کوشش کے باوجود روزانہ دو سے زیادہ تحریکات کا رہنما ہے کہ آپ کی burning issues کا رہنما ہو رہے ہیں۔ کافی dispose of کے چلے آ رہے ہیں لہذا آگر آپ مجھے اجازت دیں تو میری ایک تحریکات کا رہنما کا رہت ضروری ہے میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب پیکر: تحریکات کا رہنما کے لئے آدھ گھنٹہ وقت ہوتا ہے بہر حال اگلی تحریک سید احسان اللہ وقار صاحب کی take up کرتے ہیں اس کے بعد پھر آپ کی تحریک کو لینے کی کوشش کریں گے۔ سید احسان اللہ وقار صاحب کی تحریکات کا رہنما کا نمبر 945 ہے۔

سید احسان اللہ وقار صاحب: جناب پیکر! یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

جناب پیکر: کیا اس تحریک کا جواب وزیر صنعت دیں گے یا وزیر زرعی مارکیٹنگ دیں گے؟ میرے خیال میں دونوں ہی موجود نہیں ہیں۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری ہوں تو وہ جواب دیں۔ وہ بھی تشریف فرمائیں ہیں۔ راجہ صاحب! دونوں وزراء صاحبان تشریف نہیں رکھتے کیا اس تحریک کو pending کر لیں؟

(اس مرحلہ پر وزیر صنعت ہاؤس میں تشریف لے آئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب پیکر! وزیر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

جناب پیکر: چیمہ صاحب! یہ ایک تحریکات کا رہنما کا نمبر 945، سید احسان اللہ وقار صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور کے اتوار بازاروں میں گوشت
اور پھلوں کی قیمتیوں میں ہوش ربا اضافہ

(---جاری)

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تحریک اتوارے کا رکے ضمن میں یہ عرض ہے کہ اتوار بازاروں میں تمام اشیاء بشمول گوشت، سبزیاں اور پھلوں کی قیمتیں عام مارکیٹ کی نسبت کم ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں پنجاب حکومت کی پرائیس کنٹرول کمیٹی ہفتہ وار میٹنگ کرتی ہے اور پورے صوبے میں لگنے والے اتوار اور جمعہ بازار میں فروخت ہونے والی اشیاء کی قیمتیں چیک کی جاتی ہیں۔ یہ بات یقینی بنائی جاتی ہے کہ اتوار اور جمعہ بازاروں میں اشیاء کی قیمتیں عام مارکیٹ کی قیمتیوں سے دو، تین، چار روپے تک کم مقرر کی جائیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ جمعہ اور اتوار بازاروں میں قیمتیں عام مارکیٹ کی قیمتیوں کی نسبت کم ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کافی تعلیٰ بخش جواب آگیا ہے۔ میرے خیال میں اب مزید ضرورت تو نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاری: جناب! آپ کا حکم ہے تو میں سر آنکھوں پر تسلیم کر لیتا ہوں۔ اگر آپ کا حکم ہے تو میں بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاری: جناب سپیکر! انہوں نے کچھ لوگوں کو پرائیس کنٹرول کیمیٹیوں کے نام پر بھرتی کیا ہوا ہے، ان کو گاڑیاں دی ہوئی ہیں۔ ان کا منڈیوں کے اندر جا کر وہاں کی انجمن، یونین کے ساتھ کھانا کھانے کے علاوہ اور کوئی کردار نہیں ہے۔ جمعہ اور اتوار بازاروں کا سلسلہ سابق دور میں شروع کیا گیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ عام آدمی کو اس کی عام ضرورت کی اشیاء سنتے داموں فراہم کی جائیں۔ اب وہاں جمعہ یا اتوار بازاروں میں چھاہڑیاں لگانے والوں سے ناظمین، ناؤن ناظمین پانچ پانچ سو، ایک ایک ہزار روپے وصول کرتے ہیں۔ اس کا سارا بوجھ آگے صارفین پر پڑتا ہے۔ لہذا اس کو چیک کرنے کا کوئی انتظام کیا جائے اور ان بازاروں میں جیزیں فروخت کرنے والوں کو جگہ مفت فراہم کی جائے۔ پہلے یہ جگہ مفت فراہم کی جاتی تھی، ان سے کوئی دیہاڑی نہیں لی جاتی تھی۔ لاہور کا سب سے بڑا اتوار بازار گرین ٹاؤن میں لگتا ہے وہاں پر ہر ایک چھاہڑی لگانے والے سے ناظم

صاحب-/100 روپے وصول کرتے ہیں۔ وہاں چیزیں فروخت کرنے والے پھر لوگوں کے ساتھ جیسا مردی سلوک کریں یہ کوئی پیک نہیں کرتا وہ ہر اتوار کو لاکھ ڈریٹھ لاکھ روپے اکٹھے کر لیتے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ وہاں لوگوں کو جگہ مفت فراہم کریں، اس کی نگرانی کریں، لوگوں سے جاکر پوچھیں، چیک کریں۔ وزیر صاحب اس بات کی یقین دہانی کروائیں تو میں آپ کے حکم کی تعمیل میں اس پر stress نہیں کرتا۔ یہ مجھے یقین دہانی کرائیں کہ یہ اس چیز کا اہتمام کریں گے کہ جتنے اتوار بازار ہیں وہاں پر چیزیں فروخت کرنے والوں کو جگہ مفت فراہم کی جائے گی اور ان سے جو جگہ نیکیں وصول کیا جاتا ہے اسے رونکنے کی یہ پوری ذمہ داری ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یقینی طور پر عام مارکیٹ ریٹیل کی نسبت جمعہ اور اتوار بازاروں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ جہاں کہیں بھی جمعہ اور اتوار بازار لگتے ہیں وہاں پر خریداروں کا بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ وہاں لوگ اسی وجہ سے زیادہ تعداد میں جا رہے ہیں کہ یقینی طور پر وہاں بازار سے چیزیں سستی ملتی ہیں۔ جس بات کی نشاندہی سید احسان اللہ وقار صاحب نے کہی ہے اس حوالے سے ہمارے پاس اس وقت تک کوئی شکایت نہیں ہے کہ چھابہ یاری ٹھی لگانے والوں سے وہاں پر پیسے وصول کئے جاتے ہیں۔ اگر جمعہ بازار یا اتوار بازار کسی پرائیویٹ جگہ پر لگ رہا ہے وہاں تو کوئی ویسے charge کر سکتا ہے لیکن سرکاری جگہ یا عام جگہ پر کہیں بھی سرکاری طور پر پیسے نہیں لئے جاتے۔ اگر ان کے پاس کوئی specific شکایت ہے تو مجھے بتائیں میں انشاء اللہ اس پر ایکشن لوں گا۔

سید احسان اللہ وقار صاحب: جناب والا! میں عرض تو کر رہا ہوں کہ گرین ٹاؤن میں سرکاری جگہ پر اتوار بازار لگا جاتا ہے، حکومت کا منظور شدہ اتوار بازار ہے اور وہاں پر ہر دکاندار سے-/100 روپے سے لے کر-/500 روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ یہ اس کی انکوائری کروائیں یا میرے ساتھ چلیں اگر میں یہ ثابت نہ کر سکوں تو جو یہ سزا مجھے دیں گے میں قبول کر لوں گا۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! سید احسان اللہ وقار صاحب گرین ٹاؤن کے اتوار بازار کی بات کر رہے ہیں۔ آپ اس کو چیک کروائیں، انکوائری کروائیں۔

وزیر صنعت: بہتر ہے، ہم اس کی انکوائری کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چونکہ محرک مزید press نہیں کرنا چاہتے لہذا تحریک of dispose ہوئی۔ شیخ علاؤ الدین صاحب آپ کی تحریک التوائے کار کا کیا نمبر ہے؟
 شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس کا نمبر 06/1010 ہے۔
 جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

سٹیج ڈراموں میں فحاشی اور بے حیائی

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامد رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تھیڑ جو کبھی صاف سترھی تفریح کا ذریعہ تھا بے حیائی اور فحاشی کا گڑھ بن چکا ہے۔ اچانک اداکارائیں سٹیج پر کپڑے تک اتار دیتی ہیں۔ فحش اور ذہنی فلمی گانوں پر رقص تو عام بات ہے۔ مرد فنکار بھی کھلے عام گالی گلوچ کرتے ہیں۔ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ ان اداکاروں کی جائیدادیں انتہائی پوش علاقوں میں اچانک کیسے بن گئیں۔ یہ امر بھی سوچنے کا متناقضی ہے کہ اگر کبھی بھول چوک سے ان اداکاروں پر پابندی بھی لگی تو جناتی ہاتھوں نے ان کا ایک شو بھی ضائع نہ ہونے دیا اور دو گھنٹے کے اندر اندر پابندی واپس لے کر انہیں شریف شری قرار دیا گیا۔ ان اداکاروں کے ڈراموں کے ٹکٹ کھلے عام تین ہزار روپے فی کس تک بکتے ہیں۔ ایکسا ہر ڈیپارٹمنٹ کماں ہے؟ سب سے الگی سیٹوں پر بیٹھنے کے باوجود کچھ نہیں کرتے۔

جو اس بازار میں ہو تو ذلالت اس کو کہتے ہیں
 جو ہو سٹیج پر مجرماً تو ثقافت اس کو کہتے ہیں
 جماں حوا کی بیٹی زاویے جسموں کے دھلانے
 قیامت کون سی ہو گی؟ قیامت اس کو کہتے ہیں

کچھ اداکارائیں تیس لاکھ روپے ماہانہ تک کمار ہی ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!
 شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ اس سے ملتی جلتی تحریک التوائے کا روپ ایوان میں بڑا شور ہوا تھا۔ بازار میں جو سی ڈیز چل رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں! ذکر ہوا تھا۔

شیخ اعجاز احمد: میں نے اس وقت بھی ایک استدعا کی تھی کہ ہمارے گھروں میں کیبل اور ڈراموں کے ذریعے جو فحاشی اور عریانی کا سیلا بچل رہا ہے۔ آپ اس تحریک کو in order قرار دے کر اس پر باتا عادہ بحث کے لئے دن مقرر کریں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ شیخ علاؤ الدین صاحب! چونکہ منسٹر صاحب تشریف فرمانیں ہیں اس لئے اسے pending کر لیں۔

شیخ علاؤ الدین: ٹھیک ہے۔ جناب والا! لیکن یہ تحریک التوائے کا روزیر ایکساائز اور کلچر دونوں سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں تو یہ کلچر کے متعلق ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں ایکساائز منسٹر رانا صاحب کو تو کچھ نہیں کہتا لیکن دونوں جواب دے دیں بے شک سو موارکو دے دیں لیکن It is a burning issue

جناب سپیکر: اسے سو موارکو کے لئے pending کرتے ہیں۔

شیخ علاؤ الدین: بہت شکریہ

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کا رسالہ کا لمحہ کے حوالے سے ہے۔ آپ مجھے out of turn پڑھنے کی اجازت دے دیں جواب اگلے ہنگتے کے کسی دن پر کہ لیں تاکہ اتنی دیر میں گورنمنٹ تیاری کر لے۔

جناب سپیکر: جی، لا، منسٹر صاحب! اس کا جواب تو بعد میں آنا ہے تو کیا گلو صاحب! بھی تحریک پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جیسے آپ کا حکم۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب پسیکر! میری بھی ایک انتہائی اہمیت کی حامل تحریک ہے مجھے بھی out of turn پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب پسیکر: جی، دونوں پڑھ لیں۔ گو صاحب آپ تحریک التوائے کا رکامنبر بتا دیں۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب پسیکر! میری تحریک التوائے کا رکامنبر 75 ہے۔

جناب پسیکر: جی، اپنی تحریک پڑھیں۔

گورنر پنجاب کے اعلان کے باوجود سیالکوٹ میں میدیکل کالج نہ بننا

جناب ارشد محمود گبو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنر پنجاب نے سیالکوٹ میں میدیکل کالج بنانے کا اعلان کیا اور اس اعلان پر ملکہ نے کالج کا PC-1 میں دوسال تک باقاعدہ 30 طالب علموں کو ہر سال میراث کی بناء پر داخل بھی کیا گیا مگر بعد ازاں اس کالج کو ختم کر دیا گیا اور اس میدیکل کالج میں زیر تعلیم طالب علموں کو سرو سزا نسٹیشن آف میدیکل سائنسز کی 60 نشتوں کے ساتھ ختم کر دیا گیا۔ اس طرح حکومت پنجاب ملکہ صحت کے اعلیٰ افسران کی ناہلی اور سست روی کی وجہ سے اس عظیم شر میں یہ کالج قائم نہ ہو سکا اور اس کالج کی بلدنگ کی تعمیر کے لئے مختص لاکھوں روپے بھی lapse ہو گئے۔ ملکہ کے اس رویے کی وجہ سے سیالکوٹ، نارووال و دیگر ملکہ اضلاع کی عوام میں عمومی طور پر اور صوبہ پنجاب کی عوام میں خصوصی طور پر اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب پسیکر: جی، شکریہ۔ چونکہ ابھی منسٹر صاحب بھی تشریف فرمانہیں ہیں اس لئے اسے اگلے جمعہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب پسیکر! میری گزارش ہے کہ اسے ملکے کو بھیج دیا جائے۔

جناب پسیکر: جی، ان کو بھیج دیں گے۔ اسی لئے تو میں نے اگلے جمعہ تک اسے pending کیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب پسیکر! اب مجھے بھی تحریک التوائے کا رکامنبر کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: تحریک القوائے کا نمبر 90/07 ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

کنٹرولر امتحانات پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجو کیشن کا نقل کرتے ہوئے پکڑے جانا

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی متوجی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجو کیشن کے کنٹرولر امتحانات نے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ایم ایس سی انجینئرنگ کے سالانہ امتحان میں شرکت کی۔ دوران امتحان ہیومن ریسورس مینجمنٹ کے پرچہ میں مذکورہ کنٹرولر نقل کرتے ہوئے پکڑا گیا اور ان کا پیپر قبضہ میں لے کر منسوخ کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے عوام میں تشویش پیدا ہوئی ہے کہ جو شخص خود نقل کرتا ہوا پکڑا جاتا ہے اسے ایک ایسے تعلیمی ادارہ میں نقل سے پاک اور شفاف امتحانات کروانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ان حالات سے پنجاب بھر کے عوام میں بے چینی پیدا ہوئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک بھی اگلے جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

پواہنٹ آف آرڈر

ملک اصغر علی قیصر: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اصغر علی قیصر صاحب پواہنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جیوی ڈی کی طرف سے ہاؤس کی پرانی ریکارڈنگ دکھانا

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جیو ڈی ویژن نیٹ ورک جو کہ بلاشبہ ایک معترض نام ہے۔ ہم نے پہلے بھی ہماری بات کی تھی کہ شاید آپ نے انھیں ہاؤس میں آنے کی ممانعت کر رکھی ہے۔ جب بھی ہماری اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے تو ہماری اسمبلی کی کارروائی کے ساتھ جو فلم چلاتے ہیں۔ وہ فلم اس وقت کی ہے جب سینٹ کے ایکشن

تھے اور چیف جسٹس ہانی کو رہیماں پر Chair کر رہے تھے۔ اس فلم میں جناب کو دکھایا جاتا ہے کہ آپ نجی بیٹھے ہیں اور وہ Chair کر رہے ہیں۔ جب بھی اجلاس ہوتا ہے یا اسمبلی کی کوئی اور بات آتی ہے تو جو ٹیلی ویژن والے وہی فلم چلاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف Chair کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ یا تو جو ٹیلی ویژن نیٹ ورک کو وہ فلم چلانے سے روکا جائے یا پھر ان کو اور دوسرے چینلز کو بھی اندر آنے کی اجازت دی جائے۔ جو کچھ اسمبلی میں ہوتا ہے وہ پریس میں بھی آتا ہے اور جیسے یہ حکومت آزادی صحافت کا علم بلند کرنے کا نعرہ لگاتی ہے تو پھر ٹیلی ویژن چینلوں کے ساتھ یہ روایہ کیوں روکا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، شگریہ۔ آپ نے جو کام ہے کہ ہم نے جیو کو ایوان کے اندر آنے سے روک رکھا ہے۔ صرف پیٹی وی کو اس ایوان میں آنے کی اجازت ہے اور کسی چینل کو ایوان میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ ہم نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ جب بھی جیو ٹیلی ویژن پر پنجاب اسمبلی کا اجلاس دکھایا جاتا ہے تو وہ الیکشن والی تصویر جس میں چیف جسٹس نے preside کیا تھا وہ دکھاتے ہیں۔ بلکہ آج سے دون پہلے انہوں نے جو تصویر دکھائی اس میں سپیکر کی Chair خالی تھی اور ہاؤس full تھا اور خبر چل رہی تھی کہ اپوزیشن نے بائیکٹ کر دیا ہے حالانکہ ہاؤس فل تھا۔ لاءِ منسٹر صاحب آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا ہے اس وقت یہی صورتحال ہے لیکن اگر آپ اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے حکم دیں گے تو یہاں پر coverage کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو پاکستان ٹیلی ویژن کرتا ہے اور دوسرا صوبائی حکومت کا ذائز یکٹوریٹ جنرل آف پبلک ریلیشنز کرتا ہے۔ اگر آپ حکم دیں گے تو ہم روزانہ کی بنیاد پر نہ صرف جیو کو بلکہ اے آروائی اور دوسرے پر ایسویٹ چینلز کو بھی کارروائی کی coverage بھجوادیا کریں گے۔

جناب سپیکر: ہاؤس میں آنے کی اجازت کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: نہیں جناب! ہم جو ریکارڈنگ کرتے ہیں اس کی کاپی روزانہ کی بنیاد پر ان کو بھجوادیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! آپ رونگ دے دیں کہ جب تک یہ انتظام نہ ہو جائے جیو والے وہ پرانی فلم نہ چلانیں۔

جناب پسیکر: لاءِ منسٹر صاحب! یہ کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب پسیکر! جب ان کو latest ایوان میں آئے گی تو ظاہری بات ہے وہ latest ہی چلانیں گے اور ہم کہہ دیتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب پسیکر! میں ملک صاحب کی رائے سے اختلاف کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان تمام پر ایسویٹ چینلز کو پیٹی کی طرح ایوان میں آنے دیں بے شک ان کے لئے دس یا پندرہ منٹ کا ٹائم مقرر کر دیں۔ جسوری اور آزادی اظہار کا مطلب تو یہ ہے کہ یہاں سارے چینلز آئیں اور پورے ہاؤس کی کارروائی کو cover کریں لیکن اگر یہ ممکن نہیں ہے اور جیسے لاءِ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ مجھے کو کہہ دیتے ہیں کہ وہ فلم بنانے کا بنیاد پر باقی چینلز کو ممیا کرے تو میں یہ کہوں گا کہ جیو چینل کو پابند نہ کیا جائے بلکہ میری رائے ہے کہ وہ وہی فلم چلائے جس میں Chair خالی ہے۔ وہ وہی فلم چلائے جس میں Chair کوئی اور کرہی ہے تاکہ لاءِ منسٹر اور متعلقہ مجھے ان کو جلدی کا پی فراہم کریں۔ اگر آپ نے کوئی time limit کیا اور کہا کہ وہ کر دیں گے تو یہ تو آپ ان پر بھی قد عنن لگائیں گے۔

جناب پسیکر: لاءِ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جلدی کر دیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب پسیکر! اگر لاءِ منسٹر صاحب جلدی کا بھی کوئی time frame تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب پسیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب پسیکر! اس میں میری تجویز یہ ہے کہ یہ معاملہ کافی دیر سے چلا آ رہا ہے اور اس کا کوئی مناسب اور مؤثر حل سامنے نہیں آ رہا۔ لاءِ منسٹر صاحب نے جو reason بتائی ہے وہ بھی کسی حد تک مناسب بات ہے لیکن ان کا حل نکالنے کے لئے آپ اس ہاؤس سے دو یا تین رکنی کمیٹی بنادیں اور وہ آپ کی سربراہی میں سارے معاملے کو thrash out کر لے۔ اس کے بعد آپ کوئی ایسا انتظام کر دیں کہ تمام چینلز کو دکھانے کے لئے روز کی کارروائی ملے۔ وہ جب بھی اسمبلی کی کارروائی کے متعلق کوئی خبر دیتے ہیں تو فلم دکھاتے ہیں۔ میں نے دو تین دن پہلے دیکھا ہے کہ وہی

ایک پرانی فلم ان کے پاس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں! وہ پرانی جو۔۔۔

رانا شنا، اللہ خان: جس میں چیف جسٹس صاحب preside کر رہے ہیں اور آپ چیف منستر صاحب کے پاس بیٹھے ہیں تو وہ دکھار ہے ہیں۔ تو اس کا کوئی حل نکلا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس مسئلے پر کوئی کمیٹی تشکیل دے دیں اور ایک مینے کے اندر اندر اس کا کوئی قابل عمل حل سامنے آجائے۔

جناب سپیکر: میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ کمیٹی تشکیل دے دیں اور جو کمیٹی روپورٹ دے گی اس پر۔۔۔

رانا شنا، اللہ خان: جناب سپیکر! جب آپ نے لاے منستر صاحب سے کماکہ وہ کمیٹی تشکیل دیں گے وہ تو پھر تشکیل ہو چکی۔ آپ فرمادیں کہ لاے منستر صاحب کے ساتھ کوئی ایک دوار کین۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے بھی ہاؤس کے معزز اکین پر مشتمل ہی کوئی کمیٹی تشکیل دینی ہے۔

رانا شنا، اللہ خان: جناب والا! وزیر قانون صاحب کو تو آپ کنویز بنائیں۔ وہ توجیہ میں ہو گئے۔ ان کے ساتھ ان کی مرضی کے ایک دوآدمی دے دیں تاکہ یہ ایک مینے کے اندر اندر کوئی نہ کوئی قابل عمل حل نکال لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں کمیٹی کیا کرے گی میں نے سابق ڈی جی پی آر سے بات کی ہے جو اس وقت بھی گیلری میں موجود ہیں اور میں نے ان سے پوچھ کر یہ بات کی ہے کہ کیا یہ ہمارے لئے ممکن ہے۔ تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ بالکل ممکن ہے اور ہم۔۔۔

جناب سپیکر: کمیٹی نے بھی راجح صاحب کو یہی کہنا ہے۔ آپ جو بھی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں بنالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے جناب! آپ کے حکم کی تعییں ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب تھاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

فیصل آباد میں ہائی کورٹ کے نجخ کا قیام

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! تین یا شاید چار روز قبل یہاں پر فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے تمام ممبرز نے بشمول خواتین اور مرد حضرات نے یہاں پر فیصل آباد میں گزشتہ پندرہ روز سے جاری وکلاء کی ہڑتال پر اپنا show concern کیا تھا اور ہم نے Chair کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب کو یہ درخواست کی تھی کہ فیصل آباد revenue collection میں پاکستان کا دوسرا بڑا شر ہے۔ آپ یہ میربائی کریں کہ گورنر صاحب کو آپ یہ کہیں، وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کریں کہ وہاں پر ہائی کورٹ کے نجخ کا قیام عمل میں آنا چاہئے۔ آپ بھی فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں یہاں پر فیصل آباد کے ممبران کی کثیر تعداد ہے۔ اگر ہائی کورٹ کا نجخ را لوپنڈی، بسا لوپر اور ملتان میں function کر سکتا ہے تو فیصل آباد میں کیوں نہیں؟ میں facts and figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر ساتھ سے ستر فیصد litigations ضلع فیصل آباد کی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ڈیڑھ کروڑ عوام کا جو حق ہے وہ ان کو دیا جائے اور آپ یہ میربائی فرمائیں کہ وزیر قانون صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ میں بات کر کے ہاؤس میں دوستوں کو آگاہ کروں گا۔ یہ آپ میربائی فرمائیں ان سے پوچھ لیں کہ انہوں نے اس سلسلے میں کیا تحریک کیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب والا! میں نے تو اس دن بھی کما تھا کہ ہائی کورٹ سے متعلقہ بات ہے اور گورنمنٹ کی commitment پر اس دن بات ہوئی تھی اور میں نے یہ بات وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں بھی لائی تھی اور انہوں نے کما تھا کہ میں concerned quarter سے اس کو take up کروں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آج کے ایجندے کا اگلا آئینیم سرکاری کارروائی ہے اس میں پنجاب بیت المال کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2003-04 پر بحث ہے۔ اس پر بحث کا آغاز مورخہ 17 نومبر 2006 کو وزیر بیت المال کی تقریر سے ہوا تھا۔ مورخہ 20 نومبر 2006 کو بھی یہ بحث جاری رہی تھی۔ تاہم رپورٹ مذکورہ پر بحث مکمل نہ ہو سکی تھی۔ آج اس پر بحث کا دوبارہ آغاز ہو گا۔ آپ سے

گزارش ہے کہ جو معزز اکین اسمبلی بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام کی چیزوں مجھے بھجوادیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔
جناب سپیکر: امجد حمید دستی صاحب آپ بحث میں حصہ لینا چاہ رہے ہیں۔

ارا کین اسمبلی کے ڈولیپمنٹ فنڈز کا پلانگ اینڈ ڈولیپمنٹ

ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ اجراء

سردار امجد حمید خان دستی: جناب چیئرمین! I am sorry! میں نے جناب چیئرمین کو کہہ دیا۔ آپ نہ صرف ہمارے کے custodian rights ہیں بلکہ اپوزیشن کے rights کے بھی ہیں اور علاوہ ازیں I am the most senior Member rights کو کسی صورت میں curb نہیں کرنا چاہئے۔ میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے کہ مظفر گڑھ سے گورنمنٹ پارٹی کے یعنی ہماری پارٹی کے جتنے بھی ممبر ان ہیں۔ سب کامیں کروڑ روپے کا ڈولیپمنٹ فنڈ منظور ہو گیا ہے۔ میرا بھی منظور ہو گیا ہے لیکن پھر ایک [****] چکر چلا ہے کہ پہلے ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی: ٹھیک ہے جناب والا! withdraw I وہ یہ ہے کہ ہمیں کہا گیا ہے کہ پہلے پی اینڈ ڈی کے پاس جاؤ۔ یہ بی بی پی اینڈ ڈی آگے کے گی تو پھر فنڈز release ہوں گے۔ بی بی پی اینڈ ڈی کو آپ کسی طرح سے کہ سکتے ہیں کہ ہمارے فنڈز release کرے تاکہ ڈولیپمنٹ کا کام شروع ہو۔ آج کل کام کا موسم ہے اس کے بعد فنڈ کا موسم آنے والا ہے اگر اب فنڈز release نہ ہوئے تو یہ ختم کر دیئے جائیں گے یا پھر فنڈ کی وجہ سے معاملہ اگلے سال پر چلا جائے گا۔ یہ کوئی ایسا بندوبست کریں اور پی اینڈ ڈی سے کہیں بغیر ہمارے ہاتھ جوڑنے کے automatically وہ ہمارے یہ funds release کریں تاکہ ہائی وے یا مختلف گھنے کے لوگ ہمارے کام کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ دستی صاحب! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ ماشاء اللہ ہمارے بزرگ پارلیمنٹریں ہیں اور آپ کا تجربہ بھی کافی ہے ویسے تو چیئرمین کے لئے اس معزز ایوان میں جتنے بھی

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ارکین خاتم و حضرات تشریف فرمائیں وہ سارے کے سارے میرے لئے قابل عزت اور قابل احترام ہیں لیکن آپ کو بزرگ سمجھتے ہوئے میں آپ کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ کل بھی آپ ہاؤس میں بات کرنا چاہ رہے تھے میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں کیونکہ بعد میں آپ چلے گئے تھے۔ جب کوئی قرارداد پیش ہوتی ہے تو قرارداد کا mover کیا ہو وہ بات کرتا ہے یا جن لوگوں نے oppose کیا ہو وہ بات کرتے ہیں لیکن میں نے آپ کو بزرگ پارلیمنٹریں سمجھتے ہوئے اور ایک تجربہ کا رکامیاب سیاستدان سمجھتے ہوئے آپ کو ٹائم دیا تھا۔ انہی جو پرانٹ آپ نے اٹھایا ہے اس وقت وزیر قانون تو تشریف نہیں رکھتے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔ دستی صاحب نے جو یہ پرانٹ اٹھایا ہے کہ ہمیں جو گرانت گورنمنٹ نے دی ہے اور ہمیں کما جاتا ہے کہ پہلے پی اینڈ ذی کے پاس جائیں اس کا حسن طریقے سے کوئی ازالہ ہو سکتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ محترم دستی صاحب کو سمجھ نہیں آیا۔

جناب پیکر: ہاں! وہ ذرا اونچا سنتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میرا خیال ہے کہ اسمبلی کی طرف سے ان کو کوئی سننے والا آله بھی فراہم کر دیا جائے۔ کیونکہ جو آدمی سننا نہیں ہے وہ پھر جو کچھ منہ میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔

جناب پیکر: جی، دریش صاحب!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب پیکر! جتنے بھی صوبہ بھر کے ڈولیپمنٹ فنڈز ہوتے ہیں ان کو پلانگ اینڈ ڈولیپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کنٹرول کرتا ہے۔ اس میں جو مروجہ طریقہ اپنایا گیا ہے اس میں تمام معزز ایمپلی ایرز حضرات اپنی اپنی سکمیں بذریعہ چیف منیٹر سیکرٹریٹ پی اینڈ ذی کو سمجھتے ہیں اور بغیر کسی منت اور ہاتھ جوڑے فوری طور پر advise کر کے فانس ڈیپارٹمنٹ سے پیسوں کا مطالہ کرتے ہیں۔ یہ ان کے فنڈز ہیں اور اس میں کسی قسم کا کوئی problem نہیں آتا۔

جناب پیکر: چونکہ دستی صاحب سن نہیں رہے ان کو بعد میں سمجھادیں۔

وزیر خزانہ: میں ان کو سمجھادیں گا۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب بیت المال کی رپورٹ بابت سال 2003-04 پر عام بحث

جناب سپیکر: شکریہ۔ پنجاب بیت المال کی رپورٹ بابت سال 2003-04 پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ جی، محمدوارث کلو صاحب!

جناب محمدوارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر آج بیت المال رپورٹ پر کچھ کہنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کر دوں کہ بیت المال زکوٰۃ و عشر بنیادی طور پر یہ اسلامک و یلفیر سٹیٹ کا concept ہے اور ہم پوری طرح تو اسلامی نظام کا نفاذ نہیں کر سکے لیکن ان دو چیزوں کا ہمارے اس معاشرے اور ہماری سٹیٹ میں اس پر عملدرآمد شروع ہوا ہے۔ پچھیں تیس سال کا عرصہ ہو گیا ہے کہ یہ دونوں ڈیپارٹمنٹ چل رہے ہیں۔ بیت المال اور زکوٰۃ و عشر دونوں کا واحد مقصد یہ ہے کہ ارتکاز دولت نہ ہو اور زکوٰۃ و عشر کے ذریعے لوگوں سے جو مال دار لوگ اپنی دولت میں سے اپنا اپنا حصہ ریاست کو دیں اور ریاست اس پیسے اور دیگر وسائل کے ساتھ ایک بیت المال بنائے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ حق دار اور غرباء میں اس کی تقسیم ہو۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ 20/25 سال سے دونوں ڈیپارٹمنٹ بننے ہوئے ہیں، دونوں کے الگ الگ ڈویژنز ہیں، صدر ڈویژنز ہیں، منسٹر ہیں لیکن آج یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ کیا ہم نے ان کے اغراض و مقاصد حاصل کر لئے؟ اسلام کا بنیادی concept یہ ہے کہ امیروں سے دولت لے کر غریبوں میں تقسیم کی جائے، کیا اس کو ہم صحیح طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ہمارے صوبے اور ہمارے ملک کی جو صور تھاں ہے تو میں کم از کم جب اپنے گریبان میں جھانکتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ ہمارے مذہب اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات نے غریب کے حق کے بارے میں جو ہمیں فرمایا ہے ہم اس سے عمدہ برآ نہیں ہو سکے۔ ڈیپارٹمنٹ کھل گئے ہیں، سیکرٹریز بن گئے ہیں، تنخواہیں دی جا رہی ہیں، سارا کچھ چل رہا ہے لیکن ہم اصل مقصد حاصل نہیں کر پائے۔ مجھے یہ رپورٹ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ غریبوں میں فنڈ بانٹنے کے لئے 5 ہزار سے بڑھا کر 10 ہزار روپے کر دیا گیا ہے، ایک بی بی ایس کا وظیفہ 18 ہزار سے بڑھا کر 42 ہزار روپے کر دیا گیا ہے۔ دوسرے فنڈز بھی تین گناہ تک بڑھا دیئے گئے ہیں لیکن یہ ساری چیزیں میرے حساب سے بالکل فضول ہیں۔ منسٹر صاحب بھی

تشریف رکھتے ہیں اور میں اس باؤس کے توسط سے کہنا چاہوں گا کہ ایک کام کر دیں کہ بیت المال کی رقم کی mis-appropriation رمادیں تو کوئی خود کشیاں نہیں ہوں گی۔ آپ زکوٰۃ کے سُسْمَ کو stream line کر لیں تو کوئی خود کشیاں نہیں ہوں گی، کوئی اپنی فیملی کو قتل نہیں کرے گا، کوئی آگ نہیں لگائے گا میں یہ وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ آپ اپنے ان دو ڈیپارٹمنٹس پر full توجہ دے دیں اور اس concept کے ساتھ توجہ دیں کہ ہم نے غربت کا خاتمہ کرنا ہے اور ہم نے ان دونوں ڈیپارٹمنٹس سے کہ پشن ختم کرنی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زکوٰۃ و عشر کے مقدس نام پر کیا کیا نہیں ہو رہا اور عرصہ دراز سے جس کی بھی حکومت ہوتی ہے چاہے سابق حکومت ہو یا موجودہ ہو، تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا اور میں نے پوری رپورٹ تو نہیں پڑھی اس میں سے تھوڑے سے نوٹ لئے ہیں تو میری استدعا ہے کہ آج پنجاب کی جو حالت ہو چکی ہے کہ آج پنجاب 57 فیصد below the poverty line چلا گیا ہے اس میں ہم شرود میں یہ جو شستے بستے چورے دیکھتے ہیں، ہم جو گاڑیاں شروع میں دیکھتے ہیں، یہ موبائل دیکھتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ گاؤں میں جا کر دیکھیں جماں 75/70 فیصد آبادی رہتی ہے وہاں تو لوگوں کو روٹی تک میسر نہیں ہے تو میری استدعا ہے کہ یہ زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کے دونوں ڈیپارٹمنٹs stream line ہونے چاہیئے اور اس میں ایک concept ہونا چاہئے کہ حلف کے ساتھ اس میں mis-appropriation نہیں ہونے دیں گے۔ یہ غریبوں کی رقم ہے اور یہ حق داروں میں تقسیم ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا انتہائی فائدہ ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحب!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ابھی میرے بھائی نے بتایا کہ زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کا مقصود غریبوں کو سولت پہنچانا اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا ہے لیکن ہمارے ملک کا یہ نظام 25/20 سال سے چلا آرہا ہے لیکن اس کے باوجود آج تک غریبوں کی اس دفتر تک رسائی ناممکن ہو جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر حاجی جلال دین ڈھکو بطور چیئرمین کری صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کے آفس تک جانے کے لئے ایک غریب عورت یا ایک مرد جب کرایہ خرچ کر جاتا ہے تو کہا یہ جاتا ہے کہ آج چیئرمین صاحب تشریف فرمائیں ہیں پھر وہ غریب آدمی دوبارہ جاتا ہے تو پھر وہی بات دھرائی جاتی ہے۔ اتنی دیر

میں اس غریب آدمی کی ضرورت بھی پوری نہیں ہوتی، نام گزر جاتا ہے اور وہ بے چارہ پکر لگا گا کر تھک جاتا ہے۔

جناب والا! آپ کی وساطت سے میری حکومت سے گزارش ہے کہ دفاتر کے طریق کار کو سمل بنایا جائے۔ یو نین کو نسل کی سطح پر بیت المال کا ایک دفتر ہونا چاہئے جہاں درخواستیں وغیرہ جمع ہوں اور ایک غریب آدمی کی وہاں تک رسائی ہو سکے۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان شریف میں جب یہ نظام راجح کیا کہ عید الفطر پر ہم فطرانہ دیتے ہیں تاکہ غریبوں کی امداد ہو سکے۔ یہ طریق کا آج کا نہیں بلکہ 14 سو سال پہلے سے یہ راجح ہے لیکن ابھی تک ہم نے وہ چیز نہیں شروع کی۔

جناب چیز میں! آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب رمضان شریف آتا ہے تو لوگ بکوں سے اپنے پیے نکلا لیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ زکوٰۃ میں ہماری رقم صحیح طور پر استعمال نہیں ہو رہی۔ حق داروں کو حق نہیں ملتا اور جو حق دار نہیں ہوتے وہ سفارش کے ذریعے وہ پیسے لے جاتے ہیں۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گی کہ بیت المال ہو یا زکوٰۃ و عشر کا عملہ ہو، وہ کہتے ہیں کہ آپ کو 10 ہزار ملیں گے ہمیں 2 ہزار دے دو۔ میرے سامنے کئی ایسے نام ہیں اور میں نام لینے کے لئے بھی تیار ہوں کہ عملے کو 2 ہزار روپے مل جاتے ہیں اور باقی وہاں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ان چیزوں کا عملے کو بھی پتا ہے اور باقی سب لوگوں کو بھی پتا ہے لیکن اس کے باوجود سمجھ نہیں آتی کہ طریق کار صحیح کرنے کے لئے حکومت کیوں خاموش ہے۔ اگر جزل مشرف یا وزیر اعلیٰ نے آنا جانا ہو تو ساری فورس آجائی ہے اور ال Rath ہو جاتے ہیں اور سارا شر صاف ہو جاتا ہے۔

جناب چیز میں! اگر صحیح طریقے سے امداد دینی ہے تو اس بیت المال اور زکوٰۃ و عشر کے طریق کار کو بھی صحیح کر سکتے ہیں۔ میں یہ معذرت کے ساتھ کہوں گی آج تو بت کم حاضری ہے۔ وزیر اعلیٰ نے بت کام کیا ہے اور پڑھا کھا پنجاب کے حوالے سے پڑھائی بت عروج پر ہے اور پنجاب میں بت ترقی ہوئی ہے۔ ترقی تب ہوتی ہے جب عوام کو سہولت ہو۔ جب روز بروز منگائی بڑھ رہی ہے تو غریب کو تومدد مل ہی نہیں رہی۔ غریب کو کیا سولت ملی ہے، غریب تو آج بھی غریب ہے۔ آپ گاؤں میں جا کر دیکھیں تو وہاں پر تو approach ہی بت مشکل ہے۔ اگر گاؤں کا کوئی لمبردار یا ناظم چاہے گا کہ اس عورت یا اس مرد کو بیت المال سے کچھ رقم ملے تو مل سکتی ہے لیکن زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کے جو ٹکنے بنے ہیں اور ان کے چیز میں وغیرہ ہیں وہ تو غریب آدمی کو مدد دینے کے لئے

تیار ہی نہیں جب تک کہ وہاں کا نظام نہ چاہے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ غریب کی اگر مدد کرنی ہے تو وہی طریقہ اختیار کیا جائے کہ جو پہلے آتا ہے اس کی درخواست پر اسی طرح غور کیا جائے اور بیت المال کا پیسا ممبر ان کی صوابید پر دیا جاتا ہے کہ جس ممبر کو کوئی جانتا ہو تو وہ اس کو پیسے دیتا ہے لیکن جسے وہ نہیں جانتا اس کو پیسے نہیں ملتے۔ آج بھی غریب اسی طرح دربدار ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور ان کی مدد صحیح طریقے سے نہیں کی جاتی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس حکم کو آپ کی بہت ہی زیادہ توجہ چاہئے، حکومت کی توجہ چاہئے کیونکہ جب یہاں کا غریب خوشحال ہو گا تو پھر آپ مجھیں کہ ہماری حکومت خوشحال ہے اور ہماری حکومت نے کچھ کیا ہے۔ آج امیر امیر سے امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب پہلے سے بھی زیادہ غریب ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں خود میاں نواز شریف دور میں بیت المال کمیٹی کی ممبر رہی ہوں۔

مجھے پتا ہے کہ ہم کس طرح سے مدد کرتے تھے۔ آج بھی ریکارڈ ہے کہ ہم نے کبھی اس چیز کو نہیں دیکھا تھا کہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے، مسلم لیگ سے یا کسی اور حلقے سے تعلق ہے۔ ہم نے بغیر کسی وجہ کے سب کی امداد کی اور آج وہ لوگ میاں نواز شریف کو اس لئے یاد کرتے ہیں اور ہمارے دور کو اس لئے یاد کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی یہ تفریق نہیں کی تھی کہ اگر ناظم چاہے گا تو پھر یہ رقم ملے گی، اگر نہیں چاہے گا تو نہیں ملے گی۔ یہ ہمارا وہ ہر ہماں اسپورٹ ہے تو ہم اس کی امداد کریں گے۔

جناب چیئرمین! آخر میں میری گزارش ہے کہ ہمیں اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتے ہوئے کہ سیاست کو اس چیز سے بالاتر کھیں اور زکوٰۃ اور بیت المال کو اسی طرح امداد میں استعمال کریں جس طرح حضرت عمر رضی تعالیٰ عنہ اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ اور بیت المال کا نظام تھا۔

بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

جناب ارشد محمود بلگو: جناب چیئرمین! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ بڑے خوبصورت لگ رہے ہیں، آپ پرانے آدمی ہیں اور بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آج آپ پہلے دن صدارت کر رہے ہیں۔ میں اس کے علاوہ آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ آج بیت المال پر بحث ہے اور حکومت کے interest کی یہ حالت ہے کہ میں ممبر ان یہاں پر میٹھے ہیں۔

جناب چیزِ مین: دونوں طرف حاضری برابر ہے۔

جناب ارشد محمود گبو: میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کو گورنمنٹ نے چلانا ہے اپوزیشن نے نہیں چلانا۔ یہ گورنمنٹ کی ڈیلوٹی ہے۔ اس پر اتنا پیسا خرچ ہوتا ہے۔ یہ گورنمنٹ کی ڈیلوٹی ہے میں مانتا ہوں کہ اپوزیشن کی بھی ڈیلوٹی ہے۔

جناب چیزِ مین: گبو صاحب! دونوں طرف سے حاضری کم ہے۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب چیزِ مین! اپوزیشن تو بحث کرچکی ہے۔ اب بحث تو گورنمنٹ نے کرنی ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے نام بھی دیتے ہیں۔ آپ حکومت کا interest دیکھ لیں۔

وزیر غیر رسمی تعلیم: پواںٹ آف آرڈر۔ جناب چیزِ مین! میں آپ کی وساطت سے جناب گبو صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی معلومات کے لئے کہ آپ پہلی دفعہ صدارت نہیں کر رہے۔ آپ پرانے پارلیمنٹریں ہیں۔ آپ اس ہاؤس کو پہلے بھی present کرتے رہے ہیں اور ماضی میں بھی کیا ہوا ہے جب گبو صاحب ممبر نہیں ہوا کرتے تھے۔

جناب چیزِ مین! میں نے دوسری گزارش یہ کرنی ہے کہ کسی بھی موضوع پر جب بحث ہوتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت اپنی جو پالیسی بنائے ہوئے ہے، حکومت جس طرح سے معاملات کو چلا رہی ہے۔ اس میں اپوزیشن اپناء point of view دے، مناسب تنقید کرے اور اپوزیشن کی حکومت کی پالیسی سازی میں contribution ہو۔ اب افسوس یہ ہے کہ اس وقت اپوزیشن کے ارکان کی حاضری اس قدر کم ہے بلکہ جب سپیکر صاحب موجود تھے تو انہوں نے کئی اپوزیشن ممبر ان کو call کیا جنہوں نے نام بھی لکھائے ہوئے تھے مگر پھر بھی انہوں نے تقریر نہ کی اور غیر حاضر ہو گئے۔ یہ بنیادی طور پر اپوزیشن کا lack of interest ہے یا میں اس کو دوسرے لفظوں میں یہ کہوں گا کہ اپوزیشن کے پاس کوئی تجویز ہے اور وہ کوئی تنقیدی پواںٹ اٹھا سکتے ہیں۔

شکریہ

جناب ارشد محمود گبو: جناب چیزِ مین! جمانیاں صاحب ہمارے بڑے محترم بھائی ہیں اور منسٹر ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس وقت تناسب ملاحظہ فرمائیں۔ اس وقت بھی اپوزیشن کا تناسب گورنمنٹ کی پارٹی سے زیادہ ہے۔ میں نے دوسری بات یہ عرض کی تھی کہ اس وقت ہماری بحث کا ریکارڈ ملاحظہ فرمائیں کہ جتنی اس پر بحث ہوئی ہے اس میں زیادہ ہمارے ممبر ان کی طرف سے ہوئی

ہے۔ مجھے یاد ہے کہ آخری دن یہاں پر جھگڑا پڑا تھا کہ گورنمنٹ کے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے تھے جن میں کلو صاحب بھی تھے کہ آپ نے ہمیں نام نہیں دیا اور سارا نام اپوزیشن کو دے دیا ہے۔ میں اس لحاظ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اپوزیشن کے ایک مجرم کا نام بولا تو وہ نہیں تھا باقی ہم سارے یہاں پر موجود ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی امور کے محترم قابل احترام راجہ بشارت صاحب جنھوں نے اس ہاؤس کو چلانا ہوتا ہے وہ بھی یہاں پر موجود نہیں ہیں، منسٹر زیریہاں پر موجود نہیں ہیں تو ان کا lack of interest آپ ملاحظہ فرمائیں۔ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم تو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے دوستوں نے بحث بھی کرنی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان کو تنبیہ کریں کہ یہ ہاؤس میں آیا کریں۔

جناب چیئرمین: چودھری ظسیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بیت المال پر عام بحث کے لئے جن اصحاب نے نام دیئے ہیں۔ ہمارے بخوبی سے جن لوگوں نے نام دیئے ہوں گے اور وہ حاضر نہ ہوں گے تو پھر اس کے خلاف بات ہو سکتی ہے۔ ہمارے متعلقہ وزیر صاحب یہاں پر اس کی تجویز کے نوٹس یعنی کے لئے تشریف رکھتے ہیں۔ اب جتنا وقت انہوں نے صرف اس غیر ضروری بات پر ضائع کیا ہے جسے سب سمجھتے بھی ہیں۔ بگو صاحب نہایت محترم ہیں اور یہ اکثر ٹھیک بات کرتے ہیں لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ میں زیادہ باتیں ٹھیک کرتا ہوں تو آج مجھے ایک غلط بات بھی کر لیں چاہئے۔ میرے خیال میں اس لحاظ سے اتنا وقت ضائع کیا گیا ہے۔ اگر بیت المال پر تجویز آجائی تو زیادہ اچھا تھا۔

سید احسان اللہ وقاری: پولیسٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! آپ نے Principles of Policy کی تین دن پہلے رپورٹ پیش کی ہے۔ اب اس کے فوراً بعد اس پر بحث کروائیں۔ یہ رپورٹ انہوں نے چھ ماہ پہلے پیش کی ہے اور بحث آج کروار ہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے حلفاً ہتھا ہوں کہ جس جگہ پر میں رپورٹ کی کاپیاں رکھتا ہوں وہاں پر میں ڈھونڈتا رہا، دیر تک میں دیکھتا رہا کہ وہ مجھے مل جائے تاکہ میں صحیح بحث میں حصہ لے سکوں لیکن وہ مجھے نہیں مل سکی۔ اب یہ رپورٹ پیش کر دیتے ہیں اور جب کوئی اور کام نہیں ملتا تو کتنے ہیں کہ بحث کروالیں۔ اب میں کہتا ہوں کہ Principles of Policy کی رپورٹ آپ نے تین دن پہلے دی ہے۔ آپ یہ observation دیں کہ جس اجلاس کے اندر رپورٹ پیش کی جائے اسی اجلاس سے متصل کسی دن اس پر بحث کروا

دیں، تین دن کے اندر کروائیں یا چار دن کے اندر کروائیں۔ اب آپ کو جھہ ماہ کے بعد اس پر بحث یاد آجائے تو ہم کماں سے وہ رپورٹ ڈھونڈیں اور اس کے اوپر بحث کریں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب کی یہ بات بڑی معتبر ہے۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود گلو: جناب چیئرمین! اس پر پرسوں بات ہوئی تھی۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ اس وقت لاءِ اینڈ آرڈر کا core issue ہے۔ جس پر ہم بھی بات کرنا چاہتے ہیں اور حکومتی بخوبی پر موجود ہمارے بھائی بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے یہ تجویز دی تھی اور راجہ صاحب نے یہ بات تسلیم کی تھی کہ آپ جمح اور سموار کو لاءِ اینڈ آرڈر پر بحث کر لیں۔ لاءِ اینڈ آرڈر پر دو دن کی بحث میں جتنے ممبر ان بولنا چاہیں وہ بول لیں لیکن اب چونکہ انہوں نے ثالنا تھا اور یہ ثالنا چاہتے ہیں تو یہ اجلاس کے آخر میں لاءِ اینڈ آرڈر کی بحث کو لے جانا چاہتے ہیں تاکہ ہم جتنے بلز ہیں وہ پیش کر لیں اور جتنی legislation کرانی ہے وہ کروالیں۔ آخر میں جو جنگ کا سماں بنتا ہے، ہم نے جو حقیقتیں بیان کرنی ہیں، جو صورتحال ہم نے پنجاب کی بیان کرنی ہے۔ یہ اس سے خوفزدہ ہیں۔ ہم سے راجہ صاحب نے ایوان میں یہ وعدہ کیا تھا کہ جمعہ کو لاءِ اینڈ آرڈر پر بحث کر لیں گے اور پھر سموار کو بھی لاءِ اینڈ آرڈر پر کر لیں گے۔ اب انہوں نے ہمیں کل کا پیاں تھما دیں کہ بیت المال پر بحث کر لیں۔ یہ چھ میں پہلے رپورٹ پیش کی گئی تھی۔ آپ کم از کم یہ رو لنگ دے دیں کہ جو رپورٹ یہ اسمبلی میں پیش کرتے ہیں تو اسی اجلاس کے اندر یا ایک ہفتے کے اندر اس پر بحث کروادی جائے۔

وزیر محنت: پاؤ اند آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر محنت: جناب پیکر! بگو صاحب نے جو بات کی ہے میرے خیال میں تھوڑا سا confusion ہو گیا ہے۔ رپورٹس تو پہلے پیش ہو چکی ہیں اور اس پر بحث کا آغاز بھی ہو پکا تھا۔ اجلاس adjourn ہو گیا تھا اس لئے بحث مکمل نہ ہو سکی۔ ایسی توکوئی بات نہیں ہے۔ شاہ صاحب گھر گئے تو گورنمنٹ کے ڈاکو منٹس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں اور اس کی care نہیں کرتے اس لئے problems ہو جاتی ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ جو بھی ڈاکو منٹس ہوں ان کو سنبھال کر رکھیں، گھر میں دھیان سے پڑھا جائے اور اس کے بعد اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔

سید احسان اللہ وقار ص: جناب! گزشتہ سال ہے چار سال آپ لوگوں نے لیبرڈی پارٹی کو ردی کی ٹوکری میں پھیل کر رکھا ہے کہ سال ہے چار سال میں ایک دفعہ بھی اس کے سوالات یہاں پر پیش نہیں ہوئے اور اس کا موقع نہیں دیا گیا۔ اب یہ ردی کی ٹوکری سے میرے بھائی نکال کر لائیں گے اور انشاء اللہ یہ ارشاد فرمائیں گے تو ہم ان پر بحث کر لیں گے۔ ہم نے ان کو بلا سنبھال کر رکھا ہوتا ہے اب نہیں ملی ہیں تو یہ بد قسمتی ہے میں اس پر معافی چاہتا ہوں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب پیکر! یہاں پر بیت المال کے حوالے سے بتائیں ہو رہی ہیں۔ میں بھی اس سلسلے میں یہ بات کروں گی کہ وزیر صاحب صرف اتنا بتا دیں کہ بیت المال کے لئے میں انہوں نے کیا پر اگر س کی ہے؟ اس کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ یہ ایک چیز بتا دیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! یہ سوال نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود گبو: پونٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: گو صاحب! اشیریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ سید احسان اللہ وقار صاحب نے جو بات کی ہے کہ ہمیں چھ ماہ پہلے رپورٹس موصول ہوتی ہیں۔ یہ چھ ماہ کی مدت جو ہے میرے خیال میں یہ ٹھیک ہے بھی یا نہیں یہ آپ کو علم ہے لیکن پہلے آپ کو انفار میشن تودی جا چکی ہے اس لئے آپ کو تیار ہو کر آنا چاہئے تھا۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب چیئرمین! اجب رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے تو پیکر اس کی تاریخ اس وقت مقرر کرے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس پر رونگٹ دے دیں کہ جو رپورٹ اسمبلی میں پیش ہو تو یہ مقرر کر دی جائے کہ فلاں تاریخ کو اس رپورٹ پر بحث ہو گی۔ تاکہ ہم بھی اس بارے میں mentally prepare ہو جائیں اور اس پر تیاری کر لیں۔ آج کے لئے بیت المال کا تو کیس ذکر اذکار، ہی نہیں تھا یہ تواریخ صاحب شرارت کر کے خود بھاگ گئے ہیں۔ انہوں نے آج بیت المال پر بحث رکھ لی ہے اور لاءِ اینڈ آرڈر کی صورت حال سے جان چھڑا گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، آئندہ اختیاط کریں گے۔ جی، جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ بیت المال پر آج ایک جعل بحث ہے اس سلسلہ میں میری کچھ تجاویز:

ہیں۔ جس کے ذریعے میں چاہتا ہوں کہ پنجاب بیت المال کی کارکردگی ان تجویز کی روشنی میں بہتر کی جائے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے تو میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب بیت المال کا فنڈ جو پہلے پانچ کروڑ روپے تھا اس کو بڑھا کر صوبائی حکومت نے 17 یا 20 کروڑ روپے سالانہ کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ایک اچھا قدم ہے اور اس پر یقیناً حکومت پنجاب مبارکباد کی مستحق ہے۔ میں یہ بتیں اکثر اس لئے کرتا ہوں کہ میں حکومت کو یہ باور کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو آگے باتیں کرنے کے لئے جا رہا ہوں میں مخالفت برائے مخالفت میں کوئی باتیں نہیں کرنا چاہتا جو ان کا اچھا کام ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیسر میں: آرڈر، آرڈر، آرڈر پلیز۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب چیسر میں! آپ نے تین دفعہ آرڈر فرمایا ہے اور چودھری ظسیر صاحب بالتوں میں مصروف ہیں۔ یہ مجبوری کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیسر میں: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیسر میں: اگر relevant ہے تو فرمائیں!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جی، relevant ہے جناب چیسر میں! شکریہ۔ میں ڈاکٹر صاحب کا ذاتی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے کسی بھی سلسلے میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کیا ہے لیکن ساتھ ہی میں اپنی بہن عظمی بخاری صاحب سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کے بچوں میں سے کوئی بندہ حقیقت سے کام لے کر کسی وقت گورنمنٹ کے کام کو سراہے تو اس کے بعد براہ مریانی اپنے ہی ساتھ پر تقدیمہ شروع کر دیں کہ اس نے شکریہ کیوں ادا کیا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیسر میں! میں عرض یہی کرنا چاہ رہا تھا کہ میرے اندر اتنا حوصلہ ہے کہ اگر حکومت کوئی اچھا کام کرے تو میں اس کو appreciate کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اب یہی موقع میں حکومتی بخپر سے بھی رکھتا ہوں کہ جب میں ان پر کوئی جائز تجویز دوں، کوئی جائز تقدیم کروں تو اس کو یہ تقدیم یا اپوزیشن کا وویلہ سمجھ کر دی کی لوگری میں پھینکنے کی بجائے اس پر بھی غور کیا کریں کہ اپوزیشن سے ایک ایسا شخص ہے جو ہمارے اچھے کام کو اچھا کہتا ہے تو اگر وہ کوئی اور بات کر رہا ہے تو اس پر بھی انہیں غور کرنا چاہئے اور implement کرنا چاہئے۔

جناب والا! صور تحال یہ ہے کہ آٹھ کروڑ آبادی کا صوبہ ہے اور اس میں غریبوں کے لئے بیت المال کی مدد میں سے جو فنڈ رکھا گیا ہے وہ پہلے پانچ کروڑ روپے تھا ب 15 یا بیس کروڑ روپے ہو گیا ہے۔ اگر آپ آبادی کے لحاظ سے دیکھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اڑھائی روپے فی کس آتا ہے۔ اس میں یہ تعلیمی و ظائف بھی شامل کرتے ہیں، اس میں غریبوں کی شادیاں بھی شمار کرتے ہیں، اس میں یہ این جی او ز کو پیسے بھی دیتے ہیں، بغیر سود قرضے بھی دیتے ہیں اور ان کی مقدار کیا ہے۔ انہی کے مطابق پہلے جب پانچ کروڑ روپے تھاتب بارہ آنے فی کس تھی ابھی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے کہ جی ہم نے پانچ سے پندرہ یا بیس کروڑ کر دیا ہے تو اس کی حقیقت حال یہ ہے کہ جناب اڑھائی روپے فی کس مسلمانہ امداد دے کر یہ چاہتے ہیں کہ حکومت یا پوزیشن کی طرف سے اس کو سراہا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جماں صور تحال یہ ہے کہ غربت کی حد کی لکیر سے نیچے بے شمار لوگ رہ رہے ہیں۔ آپ کو بتا ہے کہ لیے ہو، بمالنگر ہو، مظفر گڑھ ہو، راجن پور ہو، وہاں لوگ غربت کی لکیر سے اس قدر نیچے رہ رہے ہیں کہ ان کے پاس پیسے کا صاف پانی تک میا نہیں ہے۔ ایک ایک دو دو بکریاں گھروں میں رکھی ہوئی ہیں اور ان بکریوں کی بناء پر انہی کا دو دھنیچ کر وہ اپنے گھر کے نیچے کا پیٹ پال رہے ہیں۔ میری مرادیہ ہے کہ جماں پر غربت کا یہ عالم ہے وہاں پر ایک طرف تو بائیں سے بیس کروڑ روپے کا بجٹ بڑھا کر میری طرف سے appreciate کرنا لیکن دوسری طرف صور تحال یہ ہے کہ غربت مکاؤ پروگرام کے تحت فی کس امداد اور اگلی بات یہ ہے کہ پچھلے سال کے ضمنی بجٹ میں ایک ارب بیسٹھ کروڑ روپے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے این جی او ز میں تقسیم کئے ہیں، نان گورنمنٹ آر گنائزیشن میں، پرائیویٹ لوگوں کو، امیر لوگوں کی بیکیوں کو نالائق بیکیوں کو میدیکل کالج میں داخلہ کروانے کے لئے ساڑھے سات لاکھ روپیہ پلے سے بھر کر اچھی بات ہے، صحافیوں کی کالونی کے لئے تیس تیس کروڑ روپیہ لاہور میں اور باقی شرود کا پتا نہیں ہے، فلاں فلاں حکمران آگئے ان کو تین تین کروڑ روپے کے کارپٹ، یہ سب کچھ کرتے کرتے انہوں نے ایک ارب اور بیسٹھ کروڑ روپے تقسیم کر دیئے اور اس طرح پچھلے سال ضمنی بجٹ بعد میں ہم سے پاس کروایا گیا تھا۔ ابھی چھ سات آٹھ میںے گزر گئے ہیں یعنی ارب، 2، ارب، 3۔ ارب روپیہ اس مرتبہ بھی انہوں نے لوگوں میں تقسیم کر دیا ہو گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح کی جو misutilization of fund ہے کہ ایک شخص وزیر اعلیٰ ہونے کی وجہ سے، اسمبلی میں اکثریت کی وجہ سے اپنی صوابید پر ایک ارب بیسٹھ کروڑ روپیہ لوگوں میں تقسیم

کر دے اور بعد میں ہم سے پاس کروالے اور جب بیت المال جو کہ غریبوں کے لئے بنایا گیا ہے، مستحقین کے لئے بنایا گیا ہے، جب غریبوں کی باری آئے تو ہم پانچ کروڑ دیس، دس کروڑ دیس، پندرہ کروڑ دیس ساڑھے آٹھ کروڑ کی آبادی میں پندرہ بیس کروڑ روپے دے کر ہم اس میں شاباش لینا چاہیں تو میرے خیال میں یہ الٹا باعث شرم بات ہے۔ یہ کوئی تعریف کی بات نہیں ہے کہ ہم غریبوں کا نعمہ لگاتے ہیں اور غریبوں کو اٹھائی روپے فی کس دیتے ہیں اور امیروں کی سیٹیوں کو ساڑھے سات، ساڑھے سات لاکھ روپے دے کر میدیکل کالج میں داخل کروائے جاتے ہیں۔

جناب چیئر میں! صورتحال یہ ہے کہ یہاں کے وزیر اعلیٰ نے انجمن تاجر جان کی حلف برداری میں، حالانکہ تاجر تو ہمیشہ انہیں دینے کے قابل ہوتے ہیں، 40 لاکھ روپے، 50 لاکھ روپے، بار ایسوں کی ایشن 20 کروڑ روپے، 15 کروڑ روپے مطلب یہ کہ اس بے دردی کے ساتھ پیسے بانٹے گئے ہیں۔ چلیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ جب اس کی باری آئے گی تو بات کریں گے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بیت المال صرف غریب لوگوں کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی تقسیم کا بنایا جانے والا فارمولہ مناسب نہیں ہے۔

محترمہ لبندی طارق: پونٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر میں! جی، محترمہ!

محترمہ لبندی طارق: شکریہ۔ جناب چیئر میں! ڈاکٹر صاحب سدرن پنجاب کا بریالیشن raise کر رہے ہیں تو میں اپنے بھائی کو اس کا جواب دوں گی کہ ابھی انہوں نے کہا کہ ایک ارب 62 کروڑ روپے کا ذکر کیا ہے تو میں اس بارے میں کہنا چاہوں گی کہ اپنی صوابدید پر این جی اوز میں تقسیم کر دیا ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ میں بھی P.S.S.B کی ممبر ہوں اور ہم بیٹھ کر پنجاب بھر کی تمام این جی اوز کا deserving criteria یا چیک کرنے کے بعد ایں جی اوز اور جو واقعی فعال ہیں اور لوگوں کے لئے رفاه عامہ کے کام کر رہی ہیں، ہم لوگ انہیں چیک تقسیم کرتے ہیں۔ ایسے ہی کسی کی ناجائز favour کبھی نہیں کی۔

جناب چیئر میں! جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئر میں! یہ کتاب کی بات ہے۔ ضمنی بحث اسی ہاؤس سے پاس ہوا ہے۔ اس کی یہ کتاب اٹھالیں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ایک ارب 62 کروڑ روپے صرف

ایں جی اوز کو دیئے گئے ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ بار ایسو سی ایشنز، صحافیوں کی تنظیموں کو، تاجر وں کی تنظیموں کو، این جی اوز کو، امیر لوگوں کی بھیوں کو میڈیکل کالجوں میں داخلے کروانے کے لئے اور ایک جگہ راجحی چل پڑا کہ کوئی ظل ہمانی خاتون تھیں اور بعد میں وزیر اعلیٰ صاحب نے آگےوضاحت کی تھی کہ وہ شاہدِ رہ کی رہنے والی تھی financial aid to ظل ہماڑھائی لاکھ روپے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب اتنے پیسے وزیر اعلیٰ صاحب تقسیم کر رہے ہیں تو پنجاب کے سائز میں آٹھ کروڑ غریب عوام کے لئے 20 کروڑ روپے کا فنڈ زانٹائی ناکافی ہے اور اس بجٹ میں کم از کم 5 گنا یعنی ایک ارب روپے اضافہ ہونا چاہئے۔ یعنی میری مرادیہ ہے کہ جیسے 100 بلین کا بجٹ پیش ہوا ہے تو کم از کم اور کچھ نہیں تو غریبوں کی حالت سدھارنے کے لئے ایک فیصد اس میں لازمی رکھا جائے۔ اگر پچھلے سال ایک سوارب کا بجٹ ہوا تو اس میں ایک ارب روپے کا بجٹ بیت المال کا ہونا چاہئے۔ پانچ کروڑ، 12 کروڑ یا 15 کروڑ غریبوں کے ساتھ مذاق اڑانے والی بات ہے face saving بات ہے، اعلانات کی بات ہے، اس سے عملی طور پر غریب کی کوئی خدمت ہو رہی ہے، اس کی کوئی مدد ہو رہی ہے اور نہ اس کا غریب تک کوئی صحیح فائدہ پہنچ رہا ہے۔

جناب چینے میں! میں ملتان شرکی بات بتاتا ہوں کہ انہوں نے 50 یا 70 لاکھ روپے کی گرانٹ دی ہے اور اس میں کہتے ہیں کہ این جی اوز کو اتنے فیصد دے دیں۔ طالب علموں کا اتنے فیصد ہے، مريضوں کے لئے اتنے فیصد ہے۔ پیچھے صرف 20 یا 30 لاکھ روپیہ پہتا ہے تو ملتان کی آبادی 30 لاکھ نفوس ہے اور کہتے ہیں کہ 30 لاکھ روپے پورے سال میں غریبوں میں تقسیم کر کے ہم بیت المال کے ذریعے ان کی غربت دور کریں گے اور ان میں خوش حالی بانٹیں گے۔ ایک روپیہ فی کس جب آپ کسی ضلع میں بھیجیں گے تو کیا 30 لاکھ روپے سے ملتان کے غریبوں کی غربت ہم دور کر سکتے ہیں؟ میں اس سلسلے میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ آنے والے بجٹ میں جتنا بھی بجٹ حکومت پیش کرے تو اس کا ایک فیصد کم از کم بیت المال کے لئے وقف کیا جائے اور پھر اس کی utilization کو بہتر بنانے کے لئے موثر نظام ہو جو غیر سیاسی لوگوں پر مشتمل ہو جو اس کو تقسیم کریں۔

جناب چینے میں! میں ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ہاں سکیم ہے کہ جب بچی کی شادی ہو گی، وہ نکاح نامہ دے اور ہم اس کو جیز فنڈ دیں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں ایسا نہیں ہوتا۔ بہت rare ہے کہ نکاح پہلے ہو جائے اور رخصتی بعد میں

ہو بلکہ ہمارے ہاں 99 فیصد شادیوں میں رخصتی کے وقت ہی نکاح ہوتا ہے اور پھر رخصتی ہو جاتی ہے۔ اس طرح بڑے ابھام پیدا ہوتے ہیں اور لوگ جعلی نکاح نامے تیار کر کے اس فنڈ کو misutilize کرتے ہیں۔ میرے پاس اس کی ایک تجویز یہ ہے کہ آپ بچیوں کو ضرور جیز فنڈ دیں جو کہ دس ہزار کی بجائے 25/20 ہزار روپے دیں کیونکہ دس ہزار میں تو اس بیچاری بچی کا ایک بیٹہ بھی نہیں آتا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس کو بھی بڑھائیں لیکن اس کا طریقہ کاریہ کر دیں کہ جس یونین کو نسل میں وہ بچی رہنے والی ہے یا جماں پر اس کی شادی طے ہو گئی ہے۔ جماں اس کی رہائش ہے تو اسی یونین کو نسل میں چونکہ اس کا نکاح ہونا ہے لہذا وہاں کے نکاح خواں کو حکومت کی طرف سے پاند کیا جائے کہ اس بچی کو ہمیہ فنڈ دے رہے ہیں تو اس کا نکاح جو بھی تاریخ وغیرہ ہو، یعنی اس کا تعین کر دیا جائے تاکہ لوگ misuse بھی نہ کریں اور اگر واقعی اس میعاد یا تاریخ تک نکاح نہ ہو اور بچی کی رخصتی نہ ہو تو پھر یقیناً ایک طریقہ کار ہونا چاہئے کہ اگر آپ نے اس فنڈ کو اس کے والد کو دیا ہے یا جس کی ضمانت پر دیا ہے پھر ان کو نوٹس دے کر بے شک فنڈ والپس لے لیا جائے لیکن پہلے نکاح والی شرط سے بالکل جعلی نکاح دوسرو پے دو، تین سورو پے دو، جعلی نکاح نامہ بیت المال میں جمع کراؤ اور بیت المال سے پیسا پھر کس نے چیک کرتا ہے۔ اس سے کر پشن بڑھ رہی ہے لہذا اس کو بہتر کرنے کے لئے ایک طریقہ تو یہ ہے۔

جناب چیئرمین! تقسیم کے فارمولے کے بارے میں کہوں گا کہ انہوں نے کہا ہے کہ 20 فیصد ہر ضلع کو برابر دینا ہے اور باقی 80 فیصد آبادی کی بنیاد پر دینا ہے۔ یہ بیت المال کی روکے بالکل بر عکس ہے۔ بیت المال آبادیوں کی بنیاد پر نہیں بنائے گئے بلکہ یہ غربیوں کی امداد کے لئے فنڈ ہے جماں غربت ہو گی وہاں یہ فنڈ دیں گے اور جماں غربت نہیں ہو گی وہاں اس فنڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اسلام آباد کو مثال کے طور پر لیتے ہیں، یالا ہور میں گلبرگ کا علاقہ ہے یا لاہور کی کچی آبادی ہے۔ اب آبادی کی بنیاد پر تقسیم کرتے وقت آپ کو بتاتے ہے کہ لاہور کے اندر راجن پور کے مالی حالات کی نسبت بہت بہتر ہیں۔ یہ کی نسبت فیصل آباد کے مالی حالات بہت بہتر ہیں، مظفر گڑھ کی نسبت سیالکوٹ کے مالی حالات بہت بہتر ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں غریب نہیں ہیں لیکن اگر اوس طاًدیکھا جائے تو غربت ان علاقوں میں کم ہے اور ان علاقوں میں بہت زیادہ ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ آبادی کی بنیاد پر انصاف نہیں ہو رہا اس کا طریقہ کاریہ بنایا جائے کہ بیت المال ہو یا زکوٰۃ، آبادی کی بنیاد پر نہیں بلکہ ضرورت کی بنیاد پر، مستحقین کی تعداد کی بنیاد پر، غربت کی ریشو کی بنیاد پر

فارمولہ بنانے کا اس طرح تقسیم کیا جائے کہ جہاں غربت زیادہ ہے وہاں فنڈ زیادہ جائیں اور جہاں غربت کم ہے وہاں پر فنڈ کم جائیں۔ حکومت کے پاس ایسے اعداد و شمار یقیناً موجود ہوتے ہیں، ان سے استفادہ کرتے ہوئے، کیونکہ اس سے ہماری حق تلفی ہو رہی ہے، ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے علاقے کے غریب عوام تک ان کا صحیح حق نہیں پہنچ رہا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں آبادی کی بیناد والے فارمولے کی وجہ سے مستحقین جو کہ بیت المال کی اصل روح تھی، کہ جہاں مستحقین زیادہ ہوں، غربت جہاں زیادہ ہو، وہاں پر فنڈ زیادہ دیئے جائیں اور جہاں پر غربت کی ratio کم ہو وہاں پر فنڈ کم دیئے جائیں تاکہ اس کی اصل روح پوری ہو۔ شکریہ

جناب چیری میں: محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بھنوں اور بھائیوں نے کافی باتیں کیں۔ میں یہاں مختصر آچند باتیں کرنا چاہتی ہوں تاکہ آپ اس کو تقدیر برائے تقدیر نہ لیں۔ تقدیر برائے اصلاح لیں کیوں حکومت ہو یا اپوزیشن ہو جو بھی اچھی تجویز دی جائیں ان پر غور کیا جائے اور ان پر عمل کروایا جائے اور اگر عملدرآمد نہیں ہو گا تو اس کا نتیجہ آپ کو نہیں مل سکتا۔

جناب چیری میں! بیت المال غریبوں کے لئے ہے۔ یہ ان کی فلاخ و بہود کے لئے ہے۔

میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہمارے حکمرانوں نے کبھی یہ دیکھا کہ یہ رقم قوم کی امانت ہے تو یہ کماں سے آئی، کماں گئی، کن کو دی، کن کی سفارشات پر دی اور کیا ان کو یہ مل رہی ہے؟ میں یہ کہتی ہوں کہ اس کاریارڈ بلکہ اس کا احتساب ہو۔ بیت المال کے صحیح میں جتنی بھی برا نچیں ہیں، سو شلن ویلفیر اور جیسے گداگروں کے لئے رکھا ہوا ہے تو اس کا احتساب ہو اور یہ دیکھا جائے کہ کیا ان کو مل رہے ہیں؟ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ ٹاؤن شپ میں گرین ٹاؤن، باگڑیاں، لجنہاں چوک، ستونتله ایسے علاقے ہیں جہاں پر کافی غریب خواتین رہتی ہیں اور یہاں پر نشیٰ لوگ اپنی بیویوں کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور ان کا پتا نہیں کہ وہاں جاتے بھی ہیں یا نہیں کیونکہ ان غریبوں کی سر پرستی کر کے ان سے فائدے اٹھائے جاتے ہیں، ان سر پرستوں کو پکڑا جائے اور بیت المال سے رقم دی جائے اور وہاں ایسی فیکٹریاں بنائی جائیں تاکہ خواتین وہاں سے ہنر سکھیں اور عزت کے ساتھ روزی کما سکیں اور ان کا عزت نفس بھی مجرور نہ ہو اور یہ گداگر جنیں یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے لئے بہت کام کر رہے ہیں میں آپ کو کہتی ہوں کہ آپ چوکوں میں جا کر دیکھیں کتنا گداگر ہیں کیا یہ لوگ معاشرے میں بد امنی نہیں پھلا رہے ہیں، کیا حکومت کو ان کا نہیں بتا کیا ان کے سر پرستوں کا ان کو

نہیں پتا ان کو سب کچھ بتا ہے سب کچھ جانتے ہیں اگر ان کے دل میں اس ملک اور عوام کا درد ہو گا تو یقیناً یہ سوچیں گے کہ ہم نے عملی اقدامات کرنے ہیں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جو اداروں کے سربراہ ہیں ان کو پوچھا جائے اور انہیں میدان میں لا یا جائے میرا مطلب ہے کہ ان کا احتساب ہو اور وہ جواب دہ ہیں اپنے رب کو بھی اور اس معاشرے کو بھی اور ان لوگوں کو بھی جو مستحق ہیں کیونکہ میرے پاس جو بھی خواتین آتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ "یا جی سالوں تے کچھ وی نئی ملیا" یہ مجھے بتائیں کہ میں ان کو کام بھیجوں؟ میں ان خواتین کو خود لے کر آپ کے پاس آؤں گی زکوٰۃ کے سلسلے میں، شادی کے سلسلے میں، مریضوں کی امداد کے سلسلے میں اور ان عورتوں کے نشی خاوند جنوں نے ان کو تنگ کیا ہوا ہے اور وہ غائب ہیں ان کا کوئی بتانیں کہ وہ کہاں ہیں آپ ان کا بتائیں کہ آپ ان کی کیسے امداد کر رہے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں ان کا بھی مقام بلند ہو ان کو بھی روزگار ملے کیونکہ اسلامی معاشرے میں حکومت ایسے مستحق خواتین اور مردوں کی امداد کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ ان کے لئے ایسی فیکٹریاں بنائی جائیں جہاں غریب اور مستحق لوگوں کو کام ملے اور وہ اپنا روزگار شروع کریں۔ اب اگر قرضے مل رہے ہیں تو کن لوگوں کو مل رہے ہیں مجھے بتائیں میں اپنی خواتین کو وہاں بھیجوں تاکہ وہ اپنا روزگار شروع کریں اور ان کو فائدہ ہوں پھر بات بنتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس معاشرے میں سود دیا جا رہا ہے ہزار روپے دیا جا رہا ہے اور بارہ سو لیا جا رہا ہے کیا یہ غریبوں کا خون نہیں نچوڑا جا رہا ہے۔ یہ ادارے ایسے لوگوں کو بغیر سود کے قرض دیں اور آپ اپنے سچے دل سے اپنے آپ کو کھنگا لیں اور نہیں سب کو کھنگانا چاہئے کہ ہم کس درد کے ساتھ اپنے عوام کا کام کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس زبانی کلامی سارے کاغذات ہوں گے اس کاریکار ڈاپ کے پاس ٹکریں ہو گا لیکن جب ان لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ کو کچھ ملا پھر آپ ان سے بات کریں اور پھر میں آپ کو بتاؤں گی کہ وہ خواتین جو ہمارے پاس آتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا۔ یہ لوگ یہاں بیٹھے ہیں یہ مجھے جواب دیں میں بھی ان کو جواب دوں گی میں عورتوں کی پوری لست دوں گی کہ ان کو وہاں سے کچھ نہیں مل رہا ہے۔ ان بیت المال کے اداروں کی کوئی بھی براخ ہو جیسے زکوٰۃ و عشر اور غریبوں کی امداد کے لئے جو بھی اس کی شقیں آتی ہیں، طلباء کے لئے میں یہ کہتی ہوں کہ ہمارے ملک میں سو فیصد تعلیم ہونی چاہئے۔ پڑھ لکھ پنجاب کی بات کرتے ہیں یہ بہت خوشی کی بات ہے اگر آپ سچے دل سے عوام کے لئے کام کر رہے ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن میں آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ غریب خواتین کے مستحق بچوں

کو کتابیں نہیں ملتی۔ میں کہتی ہوں کہ ان کی صحیح طریقے سے اور صحیح معنوں میں امداد کی جائے اور ثابت کیا جائے کہ ہم پڑھا لکھا پنجاب چاہ رہے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ اس وقت ملک کو سو فیصد شرح خواندگی کی ضرورت ہے اگر ہم اپنے اس شارگٹ میں کامیاب ہو گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ یہ دیکھیں گے کہ ہمارا ملک ترقی کرے گا اور اس کو استحکام ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیں مزید طاقت دے گا جب ہماری بچیاں پڑھیں گی مائیں اچھی نہیں گی اور آپ کو اچھی قوم ملے گی اس لئے ان کی تعلیم و تربیت بھی ہونی چاہئے اور صرف دنیاوی تعلیم ہی نہیں بلکہ دینی تعلیم بھی ساتھ ہوتا کہ اخلاق و کردار بھی بنے اور یہی بچیاں جس فیکٹری اور اداروں میں جائیں تو ان کے کریکٹر اتنے مضبوط ہوں کہ ان کو کوئی ہلانہ سکے اور وہ ہمارے بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ آنے والاؤقت ہمیں بتائے کہ واقعی پاکستان کے لئے وجود جمد کی گئی جو قربانیاں دی گئیں اس کے لئے ہم سچے دل سے اس ملک کا استحکام چاہتے ہیں۔ امیر، امیر سے امیر ترنہ ہوا اور غریب، غریب سے غریب ترنہ ہواں کے لئے اخلاص دیانتداری، محنت، عزم، جذبے اور ہمیں ان تعلیمات کی ضرورت ہے جو اسلام نے ہمیں دی اور پاکستان اسلامی جمہوریہ میں اس کی اشد ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحب!

محترمہ صغیرہ اسلام: شکریہ۔ جناب چیئرمین! نام آپ نے میرالیا ہے اور دیکھ آپ اس سائیڈ پر رہے ہیں مجھے سمجھنے نہیں آ رہی ہے۔ آپ کی صحت تو کمزور ہے لیکن آپ کی سیٹ کافی مضبوط ہے اپنی سیٹ پر اعتماد کریں اور ادھر مت دیکھیں جس کا نام فلور پر بولا گیا ہے اس کو وقت دیا جائے۔

جناب چیئرمین! بیت المال کا نظام اتنا ہی پرانا ہے جتنا ہمارا مذہب اسلام پرانا ہے۔

بیت المال کو جس طریقے سے حکومت نے لیا ہے وہ تکلیف دہ ضرور ہے جب تیس کروڑ روپے ہم اس مد میں خرچ کرتے ہیں تو میں یہ پوچھنے کا حق ضرور رکھتی ہوں کہ وہ تیس کروڑ روپے کیا میروں کی تجھریوں میں چلا جاتا ہے یا اس سے کسی غریب کی مدد بھی کی جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو کیا ہم صرف نام کے مسلمان ہیں کیا ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ مثال موجود نہیں ہے کہ ان کا قدبست لمبا تھا انہیں بیت المال سے ایک قمیض ملی تو رعايانے ان سے یہ بات پوچھنے کا حق سمجھا کہ آپ نے اتنے تھوڑے کپڑے سے اتنی لمبی قمیض کیسے بنائی تو ان کے بیٹے نے جواب دیا کہ میں نے اپنے حصے کی قمیض اپنے والد کو دے دی تھی تاکہ ان کی قمیض بن جائے۔ مقصد یہ ہے کہ بیت المال کو ایک حد کے اندر صرف ان لوگوں کو دیا جائے جو واقعی مستحق ہیں۔

جناب والا! وہاں رعایا کو پوچھنے کا یہ حق تھا کہ ان کے حاکم نے اتنی لمبی قسیض کہاں سے بنالی لیکن یہاں پر حاکم وقت کروڑوں روپے اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے ہیں جب وہ باہر جاتے ہیں تو ان کے وفر پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن ایک غریب کے لئے اڑھائی سور و پے ماہانہ بھی نہیں دیا جاتا۔ جسیز فنڈ کے بارے میں، میں یہ کہوں گی کہ آپ یقین کریں کہ جسیز فنڈ صرف ان کو دیا جاتا ہے جو چیز میں کے بہت قریبی رشتہ دار ہیں اس کے علاوہ اور کسی عورت کو جسیز فنڈ نہیں دیا جاتا۔ میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہوں گی کہ جو بیت المال سے غریبوں کا علاج کیا جاتا ہے وہ تمام دو ایساں جو غریبوں کے نام پر حاصل کی جاتی وہ یا تو میدیلکل سٹوروں میں چلی جاتی ہیں کسی غریب کو آج تک بیت المال سے سفارش کے بغیر ایک اپریں کی گولی نہیں ملتی۔ تمام تر علاج بڑے بڑے وڈیروں کا ہوتا ہے۔ بیت المال کو صرف وڈیروں کے لئے ہی کردیا جائے غریب تو پلے ہی بے روزگاری اور منہگانی کے ہاتھوں مر رہے ہیں۔ 250 روپے سے ان میں زندگی کی لسر نہیں دوڑ سکتی۔ اگر آپ اس انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں یہ آپ سے درخواست کروں گی کہ منسٹر صاحب سے کہیں کہ کم از کم اپنی ٹیم کو اتنی ہدایت کریں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر صرف ایک دفعہ رپورٹ پیش کر دیں کہ جن لوگوں کو زکوٰۃ کے پیسے ملتے ہیں، جن لوگوں کو جسیز فنڈ ملتا ہے یا جو لوگ بیت المال سے اپنا علاج کرواتے ہیں ان میں غریبوں کی لسٹ زیادہ ہے یا ان لوگوں کی جو امیر ہیں اور ان کے چاہنے والوں کی لسٹ زیادہ ہے۔ جناب! صرف ایک دفعہ یہ انکو اڑی کر کے دیکھیں انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ بیت المال کی وہ رقم جو معاشرے کے کمزور ترین طبقے کا حصہ ہے وہ امیروں کے گھروں کی زینت بنی ہوئی ہے امیروں کے اوپر خرچ ہوتی ہے۔ میں آپ سے یہ امید ضرور رکھوں گی کہ آپ منسٹر صاحب کو یہ تنبیہ بھی کریں کہ وہ جا کر اپنے مجھے کی کارروائی کو چیک کریں اور باقاعدہ یہاں اپنی رپورٹ بھی پیش کریں۔ کم از کم اپنے حکومتی بخوبی کی طرف دیکھ کر یہ اندازہ کریں کہ ان کی تعداد کتنی زیادہ ہے۔

جناب چیز میں: تعداد آپ کی بھی کم ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیز میں ایہ تو حکومتی لوگ ہیں۔ ان کو تو یہاں پر ہونا چاہئے تھا۔ بحث اس لئے کروائی جاتی ہے تاکہ آپ کے مجھے کے لوگ یہاں بیٹھ کر سینیں کہ ان کی کس چیز کے اوپر تقيید کی گئی ہے۔

جناب چیز میں: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقارا صاحب!

سید احسان اللہ وقارص: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیز میں! بہت بہت شکر یہ۔ بیت المال کی اصطلاح نبی کریم ﷺ کے دور میں شروع ہوئی اور یہ انسانی تاریخ کا ایک باکمال واقعہ ہے کہ حضور ﷺ نے بیت المال میں آمدی کا جو سب سے بڑا ذریعہ زکوٰۃ تھی اس کو اپنے خاندان میں تقسیم کرنے کے لئے حرام قرار دیا یہ انسانی تاریخ نمیں کسی حکمران، کسی خزانے کے امین نے کبھی یہ نہیں کیا تھا کہ اس کی آمدی کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے خاندان کے لئے حرام قرار دے دیا ہو، اس کا مقصد ہماری تربیت کرنا تھا کہ حکمرانوں کو عوام کا پیسا عوام کے اوپر خرچ کرنا چاہئے۔ اب ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ نام تو ہم نے اس مجھے کا بیت المال رکھا ہے اور جس کے فوراً بعد آدمی کا ذہن اس دور کے بیت المال کی طرف چلا جاتا ہے کہ جس زمانے میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر فرات کے کنارے کوئی کتابی بھوکا مر گیا تو اس کا بھی میں جوابدہ ہوں۔ بیت المال کی یہ اصطلاح میں استعمال کرنا، میں سب سے پہلے یہ درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے اس مجھے کا نام تبدیل کریں۔ بیت المال کا نام اس کو دینے کی بجائے کوئی اور نام رکھیں کیونکہ اس اصطلاح کے ساتھ عام آدمی کی خدمت، عام آدمی کی بھلانی، عام آدمی کے لئے وظیفہ اور جو کم از کم یورپ کے اندر بھی اس وقت سو شل سکیورٹی کا سسٹم نافذ ہے اس کا بھی عشر عشیر بھی اس کے اندر نہیں پایا جاتا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ جو بچ پیدا ہو گا اس کا وظیفہ بھی ہم مقرر کر دیں گے۔ ان کی ان تعلیمات کی روشنی میں، ان کی ہدایت و رہنمائی کی روشنی میں آج یورپ کے اندر جو سو شل سکیورٹی سسٹم موجود ہے جس میں بچوں کی تعلیم کے اخراجات بھی برداشت کئے جاتے ہیں، صحت کے اخراجات بھی برداشت کئے جاتے ہیں لیکن بد قسمتی ہے کہ ہمارے اس بیت المال کے نظام کو کسی دور میں بھی، میں معدرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا، میری ابھی ایک بہن پیپلز پارٹی کی، میری بہت محترم خالوں ہیں وہ ارشاد فرمائی تھیں، ان کے دور میں بھی کسی نے اس کے ساتھ کی نہیں کی ہے، میں ان کے ساتھ معدرت چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب محمد وارث کلو: پاؤ انٹ آف آرڈر۔

جناب چیز میں: جی، کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب چیز میں! میں معدرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میرے بھائی سید احسان اللہ وقارص صاحب کی اسمبلی میں جو کارکردگی ہوتی ہے وہ ماشاء اللہ اچھی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ اچھی تجاویز دیتے ہیں، ہمیشہ ثبت طریقے سے ہوتے ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ آج

احسان اللہ و قاص صاحب کو کیا ہو گیا ہے کہ ایک اتنے اچھے کام کو اس انداز سے negate کر رہے ہیں کہ سوسائٹی میں ہر قسم کی چیزیں ہوتی ہیں، اگر ایک چیز اچھی یہاں ہمارے ملک میں شروع ہوئی ہے، بیت المال اسی کا ایک حصہ ہے یا زکوٰۃ عشر اس کا حصہ ہے تو جانے اس کے کہ ہم اس میں اصلاح لائیں، میرے بھائی یہ تجاویز دے رہے ہیں کہ اس کا نام اور concept ختم کر کے اس کو کوئی اور چیز بنادیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ ان کا انداز کیا ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے بھائی اس پر اس کے جو نتائج ہیں ان کو ثابت طریقے سے بیان کریں اور ان میں اصلاح لانے کی تجاویز دیں۔

جناب چیئرمین: شیخ گریہ۔ جی، احسان اللہ و قاص صاحب!

سید احسان اللہ و قاص: جناب چیئرمین! میرے محترم بھائی نے جوبات ارشاد فرمائی ہے۔ میں ان کی ایک اصلاح کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ملکہ اس دور حکومت میں شروع نہیں ہوا، یہ بہت پہلے کا شروع ہوا ہے اور بہت پرانا چل رہا ہے اور بہت پہلے سے موجود ہے۔ دوسرا میں نے اپنا ایک نقطہ نظر بیان کیا ہے اور ان کا اپنا ایک نقطہ ہے۔ میں ان کے نقطہ نظر کا احترام کرتا ہوں لیکن میں نے جوبات عرض کی ہے کہ ایک اصلاح کے ساتھ لوگوں کی ایک خاص وابستگی ہو جاتی ہے۔ اس سے ایک خاص روایت کا حساس ہوتا ہے۔ ہمارا بیت المال، میں یہ نہیں کہہ رہا اور نہ میرا یہ نقطہ نظر بھی ہے کہ اس میں ہر کام خراب ہو رہا ہے، اس میں خرابیاں ہوئی ہیں۔ میں نے تو یہ ذکر کیا ہے کہ پہلی حکومتوں کے دور میں بھی اس میں غلط ہوتا رہا۔ اچھی بات ہے، انہوں نے اس کی اصلاح کی ہے۔ آپ لوگ بھی اس کے اندر اگر کوئی غلط کام ہو رہا ہے تو ہم مل بیٹھ کر اس کی اصلاح کریں لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک ادارے کا نام اتنے تقدس کا حامل ہے لیکن اس سے لوگوں کو جو توقعات ہیں وہ بد قسمی سے پوری نہیں ہو رہیں۔ اس ادارے کے اندر سیاسی بنیاد پر تقریباً کی گئیں۔ لاہور کے اندر بیت المال کے جو مختلف ذمہ دار انجمنات ہیں، اس ہاؤس کے اندر چونکہ وہ خود موجود نہیں ہیں، آپ کے سامنے ہے کہ میں نے کبھی کسی کا نام نہیں لیا۔ جب بھی کسی پر criticize کرتا ہوں، اس دن میں نے ایک پارلیمانی سیکرٹری کا ذکر کیا جو کہ چار سال سے غائب ہیں اور چار سال سے تنخواہیں لے رہے ہیں، حکومت نے یہ پوچھنے کا مجھے پورا ذریغہ لگایا کہ اس کا نام بتائیں، حکومت والوں کو پتا تھا، میں نے اس کا نام نہیں لیا، میرا colleague ہے، میں اس کا نام نہیں لیتا لیکن یہ چیزیں حکومت کے دیکھنے کی ہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ یہاں پر لاہور کے اندر ایک ایسے شخص کو

بیت المال کا امین بنایا گیا ہے، جو ایک خاص حلقے کا ذمہ دار ہے، جو بدنام زمانہ آدمی ہے، صرف سیاسی بنیاد پر اس کی تقریری کی گئی ہے، ایک مخصوص ٹولے کے ساتھ اس کا تعلق ہے، اس کو گاہیا ہے، جس علاقے کے لئے، جوانہوں نے سرکل بنائے ہوئے ہیں، نہ اس سرکل کے اندر اس کی رہائش ہے، نہ کبھی وہ اس میں گیا ہے اور نہ کبھی وہاں رہا ہے، اس کو اس علاقے کا انجمن بنا دیا ہے اور وہ وہاں سے جو لسٹیں یہ فراہم کر دیتے ہیں یا ادھر ادھر سے ان کو آ جاتی ہیں اس کے مطابق وہ پیسے دیتے رہتے ہیں۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس ادارے کو جس کا نام آپ نے بیت المال رکھا ہوا ہے اس کو شفاف ادارہ بنائیں۔ اس میں دیانتدار لوگ لا کیں، خواہ سارے کے سارے مسلم لیگ (ق) سے لے آئیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن ایسے لوگوں کو لا کیں جو دیانتدار ہوں، بد قسمتی سے وہاں پر بہت کم ہوں گے لیکن بہر حال کچھ لوگ ایسے موجود ہوں گے کہ جن کی دیانتداری مسلم ہو، دیانتدار لوگوں کو اس میں لے کر آئیں اور اس میں خدا کے لئے سیاسی بنیاد پر لوگوں کو نوازنے کے لئے، یہ خدا کے ہاں حشر کے دن کیا جواب دیں گے کہ یہ زکوٰۃ کے پیسے ہے، غریبوں کے پیسے ہے، آپ نے ایسے [**] کے حوالے کر دیئے جو اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے اس کو استعمال کرتے رہے؟

جناب چیئرمین: یہ لفظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

وزیر محنت و افرادی قوت: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ اس لفظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میں نے حذف کر دیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاراں: کس لفظ کو؟

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

سید احسان اللہ وقاراں: مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کس لفظ کو آپ نے حذف کیا ہے۔ مجھے لفظ تو بتا دیں۔ مجھے یہ تو پتا چلے۔ بیت المال کے لفظ کو کیا ہے؟

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

* بحکم جناب چیئرمین الغاظ کا روای سے حذف کئے گئے۔

سید احسان اللہ وقار ص: ایوان صدر سے یہاں وزیر اعلیٰ کے پاس جو جواریوں کی لست آئی ہے، وہ جو بیت المال کا انھوں نے ایک یہاں لاہور میں انچارج بنایا ہوا ہے اس میں اس کا نام بھی شامل ہے۔ اسے بیت المال کا انھوں نے انچارج بنایا ہوا ہے۔ ایوان صدر سے وزیر اعلیٰ ہاؤس میں جواریوں کی لست آئی ہے، جو جواریوں کی سرپرستی کرتے ہیں، اس میں ہمارا ایک بیت المال کا بھی جو ذمہ دار ہے وہ بھی اس میں شامل ہے۔ میری دو تین تجویز ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں wind up کریں۔

سید احسان اللہ وقار ص: میں ایک منٹ میں سمیٹتا ہوں۔ میں دو تین تجویز بھی عرض کر دوں۔ اعجاز شفیع ہمارا چھوٹا بھائی ہے، ان کی خدمت میں عرض کر دوں۔ یہ ان کے تو بس میں نہیں ہے، جو تقریباً ہوتی ہیں وہ اپر کمیں سے آ جاتی ہیں، یہ بیچارہ اس میں کیا کرے؟ میں ایک یہ گزارش کروں گا کہ بیت المال سے اس چیز کا اہتمام کیا جائے کہ قیدیوں کی دیت اور جرمانوں کی ادائیگی کا بھی اہتمام ہونا چاہئے۔ کچھ لوگ ہیں جو جیلوں میں ایک عرصہ سے پڑے سڑر ہے ہیں، ان لوگوں کے پاس دیت کے پیسے یا جرمانے ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ بیت المال سے ان کی ادائیگی کی جائے۔ میں نے ایک دن پہلے بھی یہ تجویز پیش کی تھی، میں آج پھر اپنی اس تجویز کو دہراتا ہوں کہ بیت المال کے پیسے سے پبلک اور پرائیوٹ سیکٹر کا ایک بnk قائم کریں جو کہ Grameen bank کی طرز پر کام کرے۔ Grameen bank کی شرط بہت بڑھادی گئی ہے وہ 20 فیصد سود لیتے ہیں۔ بہر حال انھوں نے ایک اچھا کام بھی کیا ہے کہ عام آدمی کو بھی وہ قرضہ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ public private partnership کے ساتھ ایک عام آدمی کے بھلے کے لئے بلا سود قرضہ فراہم کریں۔ عام، چھوٹے دکانداروں، ریڑھی والوں کو قرضہ فراہم کریں۔ کسی کو گائے لے کر دیں، کسی کو دس بکریاں لے کر دیں۔ بالکل چھوٹی کلاس، جو کہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں صرف انھیں قرضہ فراہم کریں۔ یہ ان کے لئے ایک بnk بنائیں، کوئی ادارہ بنائیں جس سے ایک عام آدمی جو کہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہا ہے کا بھی کوئی بھلا ہو سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح شادیوں کے لئے جو یہ پیسے دیتے ہیں میں اس بارے میں یہ درخواست کروں گا کہ ہر شر کے اندر ایک جگہ مخصوص کریں یا شادی گھر بنائے جائیں۔ جب کوئی بھی غریب آدمی اپنی بیکی کی رخصتی کرنا چاہے تو وہ وہاں لے کر آئے اور اسے اس جگہ پر مخصوص

ضروریات فراہم کی جائیں اس کے لئے ایک باعزت طریقے سے اپنی بھی کو رخصت کرنے کا انتظام کیا جائے۔ میری یہی دو تین تجویز تھیں۔ بہت بہت شکریہ
جناب چیئرمین: محترمہ شازیہ چاند صاحبہ!

محترمہ شازیہ چاند: الحمد للہ الرحمٰن الرحيم Thank you Mr. Chairman کہ آپ نے مجھے اتنے اہم ملکہ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ آج مجھے اپنے معزز ممبران کی جو lack of interest نظر آئی ہے اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اب تک زیادہ ترقاریر ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے کی گئی ہیں۔ حکومتی بخپر کی طرف سے میراپسانام ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے جن ممبران نے بھی تقاریر کی ہیں انہوں نے اپنی تقاریر میں تجویز کم دیں ہیں جبکہ تقدیم زیادہ دیکھنے میں آئی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب نے یہ تجویز دی ہے کہ بیت المال کے فنڈز کو بڑھایا جائے میں ان کی تجویز کو second کرتی ہوں۔ اس ملکے نے دو کروڑ روپے کے فنڈز سے اپنے کام کا آغاز کیا تھا اسے 20 کروڑ روپے مل رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی achievement ہے اور وزیر صاحب کی اس میں بڑی ذاتی کاوشیں شامل ہیں۔ چونکہ اس فنڈز کا تعلق غریب لوگوں، مستحق لوگوں سے ہے اور ہمارے ملک میں غربت کی شرح بہت زیادہ ہے، یہ حقیقت سب پر عیاں ہے۔ لہذا اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس کے فنڈز میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہونا چاہئے تاکہ غریب اور نادر لوگوں کی مدد کی جاسکے۔

جناب سپیکر! بیت المال کے حوالے سے دو اہم points نظر آ رہے ہیں اور ان پر وزیر صاحب بڑے اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ پہلا یہ کہ غریب بیکیوں کے لئے جیز دیا جاتا ہے جس کی مالیت دس ہزار روپے ہے۔ دیکھنے میں تو یہ بہت تھوڑی رقم ہے لیکن ایک غریب کے لئے ملکہ اوقاف کے تحت جو جیز کمیٹی کام کر رہی ہے میں خود اس کی چیز پر سن ہوں۔ ہم لاہور میں اس کے تحت پانچ ہزار روپے کا سامان دیتے ہیں اور ہر میں نے دس جیز دیئے جاتے ہیں جبکہ ہمارے پاس درخواستیں ہر میں نے 100 سے بھی زیادہ آ جاتی ہیں۔ اس کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس حوالے سے فنڈز بڑھانے کی کتنی ضرورت ہے۔ حکومت اور private sector مل کر بیکیوں کی جو شادیاں کروارہے ہیں یہ بھی ایک اچھی کاوش ہے لیکن ہمیں اس سلسلے کو مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! بھی میری ایک بہن پوچھ رہی تھی کہ وہ کون سی عورتیں ہیں جن کو یہ فنڈز دیتے جاتے ہیں۔ یہ باقاعدہ ایک process ہے جس کے تحت یہ سلسلہ continue ہوتا ہے۔ یہ بڑے شفاف طریقے سے deserving لوگوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔ بطور چیئرمین پبلک، پرائیویٹ سیکٹر کے تحت میں خود تین سالا ہے تین سو غریب عورتوں کو جیز بانٹ چکی ہوں۔ ان کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے کیونکہ لوگوں کو اب معلوم ہو رہا ہے کہ گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکٹر اس میں بڑا contribute کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے میٹرک تک تو دیے ہی تعلیم مفت کر دی ہے لیکن ہمارا بھوکیشن کے حوالے سے مجھے کوئی بھی غریب، مستحق طالب علم ایسا نظر نہیں آیا جو کہ گریجوائشن کر رہا ہو یا یونیورسٹی میں پڑھتا ہو اور اس کے لئے یہ بیت المال کا فنڈ کام آسکے۔ علاوہ ازاں اس کے process میں تھوڑی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ ان کا جو way of inquiry ہے وہ insulting ہے لہذا سے تھوڑا تبدیل کر لیں۔ شادی کے معاملے میں و محلے میں جا کر پوچھتے ہیں جس سے سب کو پتا چل جاتا ہے کہ اس بھی کی شادی کے سلسلے میں مدد ہو رہی ہے یا غریب طالب علم کو امدادی جارہی ہے تو ان کا جو way of inquiry ہے۔ Its very insulting اس بارے میں لوگوں سے نہیں پوچھنا چاہئے بلکہ وہاں کے کو نسلریانا نظم سے اس بات کی تصدیق کر لی جائے کہ آیا وہ مستحق ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر! اس ایوان کے ذریعے میری وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست ہے کہ آئندہ بجٹ میں بیت المال کے لئے کم 50 کروڑ روپے مختص کئے جانے چاہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ وزیر بیت المال صاحب!

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اس ایوان کے تمام معزز اکیں کا انتظامی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس بحث میں حصہ لیا اور مفید مشورے دیتے۔ میں انتظامی فائز محسوس کر رہا ہوں کہ 2003-04 میں پنجاب بیت المال کے محدود وسائل تھے لیکن اس کے باوجود ہم نے یک مشتملی امداد، غریب و نادار بیکیوں کی شادی، تعلیمی و ظائف کی تعداد میں اضافہ کیا ہے۔ میں اس کی تھوڑی سی تفصیل عرض کروں گا۔ غریب و نادار لوگوں کی مالی امداد کی بجٹ میں 20% کا limit پہلے 25 فیصد تھی جسے ہم نے بڑھا کر 3000 روپے تھے جسے

ہم نے بڑھا کر-/ 10,000 روپے کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح غریب طلاء کی بجٹ میں ratio پہلے 20 فیصد تھی اسے ہم نے بڑھا کر 25 فیصد کر دیا ہے۔ غریب نادار بھیوں کی شادیوں کی گرانت کی بجٹ میں ratio پہلے 5 فیصد تھی اسے ہم نے بڑھا کر 12 فیصد کر دیا ہے۔ ہم پہلے ایف اے / ایف ایس سی کے طالب علموں کو ایک ہزار روپے per month دیتے تھے اسے ہم نے بڑھا کر-/ ایس 1500 روپے کر دیا ہے جو کہ 50 فیصد اضافہ ہے۔ یونیورسٹی کے طالب علموں کو-/ 1200 سے بڑھا کر-/ 2000 روپے per month دیئے جا رہے ہیں جو کہ 67 فیصد اضافہ ہے۔ دو کیشنل ٹریننگ انسلیٹیوٹ کے مستحق طلاء کا وظینہ-/ 800 روپے سے بڑھا کر-/ 1000 روپے کر دیا گیا ہے جو کہ 25 فیصد اضافہ بتتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی قوم اور ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس قوم سے جمالت کے اندر ہی ختم نہ ہو جائیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور ہماری موجودہ حکومت کا focus ہے کہ ہم اس پنجاب کو ایک پڑھا لکھا پنجاب بنائیں، اس پنجاب سے جمالت کا خاتمہ کریں۔ لہذا اس کو promote کرنے کے لئے ہم نے تعلیم کے شعبے میں سب سے زیادہ developments کی ہیں۔

جناب ارشد محمود گلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود گلو: جناب چیئرمین! وزیر موصوف بیت المال، اعجاز شفیع صاحب یہ ساری تقریر پہلے کر چکے ہیں۔ اب انھیں یہ چاہئے کہ جو points ہمارے ممبران نے اٹھائے ہیں، جو تجاویز انھوں نے دی ہیں یہ ان کا جواب دیں۔ یہ repetition کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ already news items میں بھی آچکا ہے۔ ہمارے بہت سے دوستوں شاہ صاحب، شازیہ چاند صاحب نے یہاں پر تجاویز دی ہیں یہ صرف ان کا جواب دے دیں۔ باقی باتیں پہلے ہو چکی ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ہمیں پانچ منٹ پہلے بتایا گیا کہ بیت المال پر بحث کرنی ہے۔ انھیں تو کسی نے جو جھوٹ کا پلنڈہ لکھ کر دے دیا ہے یہ تو سارا وہی پڑھے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ انھوں نے مستحقین کے لئے زکوٰۃ اور بیت المال میں رقم کا اضافہ

کیا ہے لیکن یہ بتائیں کہ وہ کس کس کو ملی ہے؟ پہلے تو زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کا چیز میں اسے بناتے تھے جو پانچ وقت کا نمازی ہوا اور اس کا کردار بھی ٹھیک ہو لیکن آج کل تو وہی صور تحال ہے جیسے پنجابی میں مثال ہے کہ "گیدڑ کچریاں دار اکھا۔"

جناب چیز میں: جی، وزیر بیت المال!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیز میں! بیت المال کی بنیادی روحاں مستحقین تک فنڈ پہنچانا ہے جن پر بیت المال لگتا ہے۔۔۔

جناب چیز میں: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جی، جناب والا! منستر صاحب کی تقریر کے متعلق ہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اگر بھی یہ بات نہ کی گئی تو۔۔۔

جناب چیز میں: تقاریر کا نام تو ختم ہو چکا ہے۔ اب تو وزیر صاحب wind up کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! ان کی winding up speech میں ایک ایسی چیز سامنے آئی ہے کہ اگر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اسے identify نہیں کریں گے تو نقصان ہو جائے گا۔ کیا وزیر بیت المال نے کوئی ایسا لائچہ عمل اختیار کیا ہے کہ وہ بے چارے غریب لوگ جو ساری رات سڑکوں پر دھکے کھاتے ہیں اور ان کے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا۔ کیا ان کے لئے بھی کوئی فنڈ مختص کیا ہے؟ وہ غریب سردوں میں ٹھہر تے ہیں۔ ہم ان کے پاس دس دفعہ گئے ہیں اور انھیں کہا ہے کہ وہ غریب جو سڑکوں پر دھکے کھارے ہیں اور رات کو سردوں میں ٹھہر تے ہیں آپ ان کی خاطر کچھ کریں۔ اب یہ مجھے کہہ دیں گے کہ چیزیں میں آئیں وہاں بیٹھ کر بات کریں گے لیکن وہاں نہیں ان کی بات پر اعتبار نہیں ہے۔ یہ ہاؤس کے اندر فیصلہ دیں کہ جو غریب لوگ فٹ پاٹھوں پر، مختلف اپارٹمنٹس کی بیسمنٹ کے اندر سردی سے ٹھہر رہے ہوتے ہیں اور ان کے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا۔ یہ winding up تو کرتے رہیں گے لیکن Chair کی طرف سے انھیں کوئی حکم دیا جائے۔

جناب چیز میں: ملک صاحب! آپ ان کی نشاندہی کریں یہ پیسے دے دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب! میں تو ابھی نشاندہی کر رہا ہوں۔

جناب چیز میں: آپ ان لوگوں کے نام دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! میرے پاس پوری لسٹیں موجود ہیں۔ میں تو غلط بات کر رہی نہیں رہا۔ وزیر بیت المال جنم امر خصی اپنے ضلع کو فنڈ دے دیں کیونکہ ہمارے اصلاح میں تو انھیں کوئی غریب نظر نہیں آتا لیکن کم از کم وہ مستحقین جن کے تن پر کپڑا نہیں ہے ان کے متعلق تو کوئی فیصلہ کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میری ایک تجویز ہے اور وزیر صاحب جب wind up کریں تو وہ اس پر ضرور بات کریں۔ یہاں پر مستحقین اور غیر مستحقین کی بات ہوئی اور بھی بہت سارے دوسرے نکات اٹھائے گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسی غریب آدمی کو ایک وقت کا sumptuous dinner یا لفظ dinner یا لفظ net خریدیں تاکہ مستقل اس کی دال روٹی چلتی رہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انکو اُری اور سفارشات کے بعد غریب اور مستحقین لوگوں کو جو چیک دینے کا رواج ہے۔ غربیوں کی بھلائی کے لئے جس مقصد کے لئے یہ پساد یا گیا ہے اس purpose کے لئے direct payment کی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ وزیر صاحب کی تقریر تو سینی شاید اس میں یہ بات آجائے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں یہ چیز لاٹی جائے کہ غریب کو ایک وقت کا اچھا کھانا کھلا کر اس کا بیٹھ خراب نہ کریں بلکہ کوشش کریں کہ انھی پیسوں سے اسے net خرید کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، وزیر بیت المال!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب پیکر! اگر وزیر صاحب wind up کر گئے تو پھر بنیادی issues یا لفظ میں رہ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! وزیر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے اور اس پر عمل کریں گے۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! وزیر صاحب ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ جن کے تن پر کپڑا نہیں ہے یہ ان لوگوں کے لئے فنڈ مختص کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب چیئرمین! ملک صاحب جن مستحقین کی بات کر رہے ہیں جن کے کپڑے نہیں ہیں یہ ان کی لسٹ دے دیں تو ہم انشاء اللہ ان کو support کریں گے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: The statement has been made on the Floor اگر یہ اس بات سے بھاگتے ہیں تو اس کے لئے Chair منسٹر کو اس بات کا پابند کرے کہ یہ بھاگ نہ سکیں۔

جناب چیئرمین: جی، پابند رہیں گے۔

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بات کر رہا تھا لیکن بگو صاحب نے interrupt کیا کہ ہم نے یہ باتیں پہلے سنی ہوئی ہیں۔ ہم تو عوام کی فلاخ و بہود کے جو کام کرتے ہیں اور اپنی گورنمنٹ کی پالیسیز کو ہر جگہ float کر رہے ہیں۔ ہم اور ہمارے عجھے بتا رہے ہیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بتا رہے ہیں۔ بگو صاحب! اذرا تھوڑا سا حوصلہ پیدا کریں۔ آج فلور پر بات ہو رہی ہے تو on the floor of the House بھی یہ باتیں جانی چاہیں کہ ہم لوگ غریب عوام کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں نے کہا ہے کہ ایک بات کو بار بار repeat کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ انھوں نے ہمیں یہ رپورٹ دی ہے اور اس پر بحث ہو چکی ہے۔ اب مبران نے ان کو جو مشورے دیئے ہیں وزیر صاحب ان پر بات کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب کو تقریر کرنے دیں۔

وزیر بیت المال: بگو صاحب! بات تو سین۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری استدعا ہے کہ اس سلسلے میں لودھی صاحب کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی جائے جو منسٹر بیت المال کو پابند کرے۔

وزیر جیل خانہ جات: پونٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ملک صاحب خود پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور یہ گورنمنٹ کا حصہ ہیں اس لئے یہ ماں پر کیا تجاویز دیتے ہیں۔ یہ تو خود بطور پارلیمانی سیکرٹری حکومت کے تمام فیصلوں میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ ماں پر منسٹر کو کیسے کہ سکتے ہیں کہ ان کو پابند کریں چونکہ یہ تو خود اسی ٹیکم کا حصہ ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، درست ہے۔ وزیر بیت المال! اپنی بات جاری رکھیں۔
محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جی، وزیر صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئر مین! ہم نے 2003ء میں 4273 نادار اور غریب طالب علموں کو ایک کروڑ 90 لاکھ 12 ہزار 774 روپے تعلیمی و ظاہری کی مدد میں دیئے۔ ہم نے 2210 بھیوں کو میرج گرانٹ دی۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ---

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئر مین! گزارش ہے کہ جس وقت ہمارے تمام معزز ممبر ان نے اس بحث میں حصہ لیا اس وقت منسٹر موصوف نے بڑے انہما کے سے ان کی تمام باتیں سنیں۔ اگر بحث کا یہی مقصد ہے کہ اپنی بات کر لی جائے لیکن اس کا جواب نہ سنا جائے تو پھر اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ لہذا آپ کی وساطت سے معززاً یو ان سے استدعا ہے کہ منسٹر صاحب کی بات سنی جائے۔ اگر ان کی کسی بات پر کوئی اعتراض ہے تو پھر اس کے کمی مراحل ہیں۔ کوئی تحریک التواہ کار دے سکتا ہے کوئی تحریک استحقاق دے سکتا ہے اور کوئی سوال دے کر اس بحث کو دوبارہ ہاؤس میں لاسکتا ہے۔ لہذا گزارش ہے کہ منسٹر صاحب کی بات سنی جائے اور اگر کسی کو اعتراض ہے تو اس کو اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق deal کیا جائے۔

جناب چیئر مین: جی، ٹھیک ہے۔ جی، منسٹر صاحب کو بات کرنے دی جائے۔

سید احسان اللہ وقاری: جناب پیکر! ہم نے مداخلت نہیں کی بلکہ خود ان کے پارلیمانی سیکرٹری نے منسٹر کی تقریر میں مداخلت کی۔ ہم نے تو صرف یہ درخواست کی ہے اور ارشد گلوصاً صاحب نے بھی یہی درخواست کی ہے کہ ہم جو رپورٹ پڑھ چکے ہیں وہ ہمیں دوبارہ پڑھ کر نہ سنائیں۔ آپ ہمارے ماضی صاحب نہ بنیں بلکہ ہم نے جو تجاویز دی ہیں ان کے بارے میں اپنی آراء ارشاد فرمائیں۔ وہ تو بارہ بارہ ہی رپورٹ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب چیئر مین: شاہ صاحب! پلیسیز منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئر مین! ان کی جو تجاویز آئی ہیں، ہم ان پر غور کریں گے لیکن ہماری بات تو سنیں یہ تو بات سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ ---

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاری ص: جناب والا! یہاں تو ان کی بات منظر نہیں سنتے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! جو رپورٹ آئی ہے انھوں نے تو حقائق ہی بتانے ہیں۔ انھوں نے اپنے سے تو کوئی بات نہیں کرنی۔ جیسے شاہ صاحب نے فرمایا کہ بیت المال کا نام ہی تبدیل کر دیں۔ تو میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر تقیید کی ہے تو پھر ساتھ نام کی تجویز بھی دے دیتے کہ بیت المال کی بجائے اس کا نام فلاں رکھ دیں۔ انھوں نے تو کوئی ایسی بات کی ہی نہیں جس پر منسٹر صاحب ان کو جواب دیں۔ انھوں نے پچھلے سالوں کے facts and figures باتانے ہیں کہ ہم نے کس طرح اس بیت المال کو تقسیم کیا۔ کس ایمانداری سے، کس غریب پروری سے ہم نے اس کو چلا�ا۔ انہوں نے یہی بات کرنی ہے اور کیا بات کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر بیت المال اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب ارشد محمود گلو: جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

جناب چیئرمین: گلو صاحب! آپ ایسے بات کو لمبا کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف اپنی بات کو جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب والا! میں ایک اور بات بھی بتاتا چلوں کہ اپوزیشن نے بار بار یہ کہا تھا کہ گورنمنٹ interest نہیں لے رہی۔ گورنمنٹ کو تو اپنی پالیسیوں پر اعتماد ہے اور ہمارے جو محکمے چل رہے ہیں ان پر پورا اعتماد ہے۔ وزیر اعلیٰ کی جو بھی پالیسیاں ہیں ان پر بھی، ہمیں پورا اعتماد ہے۔ اگر ہماری پالیسیوں میں یا ہمارے محکمے جات میں کوئی problems ہوتے ہیں یا اس میں کوئی ترمیم کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کر لیتے ہیں۔ کرنا تو انہیں چاہئے، تجاویزاں نہیں دینیں چاہیں۔ تقید انہیں کرنی چاہئے۔ مگر ان کی عوام کے ساتھ کوئی commitment نہیں ہے۔ یہ صرف ڈیسک بجانے اور تالیاں بجائے آتے ہیں اور واک آؤٹ کرنے آتے ہیں اور اس کے علاوہ ہاؤس کے اندر ان کی کوئی contribution نہیں ہے۔ یہ سنیں اور ہم بتاتے ہیں کہ ہم نے عوام کے لئے کیا کیا ہے۔

جناب چیئرمین! 04-03-2003 میں جس وقت ہمارے پاس یہ محکمہ آیا تو فنڈر اس وقت بہت کم تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس وقت یہ محکمہ بنایاں کے بعد جو حکومتیں آتی رہیں ان کی عوام

کے ساتھ commitment نہیں تھی اور اس پیسے کو بے دردی کے ساتھ سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا۔ پسیلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس محکمے کو خود منتارِ محکمہ بنایا۔ (قطعہ کلامیاں)

جناب چیزِ مین: تشریف رکھیں۔ میں بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیزِ مین! اس میں پسلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کو ایک خود منتارِ محکمہ بنانے کی افادیت کو بہتر کیا۔ غریب عوام کی جو امانت تھی ان تک پہنچانے کے لئے ایک independent محکمہ بنانے کا ان تک یہ مالی امداد پہنچانی جا رہی ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو جب ہم نے request کی کہ اس کے جو فنڈز ہیں ان میں اضافہ کیا جائے تو انہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے 2005ء میں اس کے فنڈز 12 کروڑ اور اب 20 کروڑ بلکہ اس سال اور بھی بڑھا دیئے ہیں۔ یہ تو فنڈز کی detail تھی جو میں بتا رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارا محکمہ اور ہمارے محکمے میں جتنے لوگ کام کر رہے ہیں ہمارے چیزِ مین اور اس کے ممبران انتہائی دیانت دار اور ایماندار لوگوں کو اور سماجی لوگوں کو ہم نے اس میں شامل کیا ہے۔ اس میں ہم نے 8۔ اکتوبر 2005 کو جو پاکستان میں زلزلہ آیا تھا وہ ہمارے ملک میں ایک بست بڑی آفت تھی اس زلزلے میں بھی ہم نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر ہماری پنجاب بیت المال کو نسل نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اس میں سے زلزلہ زدگان کے لئے ہم نے بھالی کیمپ لگائے جس میں 117 خاندان جو تھے ان کی کفالت کی جس کے اوپر ہم نے 20 لاکھ روپے خرچ کئے۔ اسی طرح لاہور کی ایک ہسپلینگ لائن این جی اور تھی جس میں ہم نے پانچ لاکھ روپے ان کو دیئے۔ اسی طرح ہماری راولپنڈی کی بیت المال کمیٹی نے جو ایک سو زلزلہ متاثرین تھے جن کے مکانات تباہ ہو گئے تھے ان کو فی کس 20 ہزار روپے کی مالی امدادی جو کہ تقریباً 20 لاکھ روپے بنتی ہے۔ اس طرح ہم نے ایک اور کیمپ زلزلہ متاثرین کے لئے لگایا جو پنڈی کے اندر تھا اس کو ہم نے 15 لاکھ روپے دیئے اور اسی طرح ہماری مختلف پنجاب کی 35 کمیٹیاں ہیں انہوں نے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے ادویات اور روزمرہ کی ضروریات کی جو اشیاء تھیں وہ بھی فراہم کیں اور ان کے لئے سات ریلوے ویگنز اور 217 ٹرک ہم نے آزاد کشمیر میں بھیجے۔ اس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب کی جو خاندان اپناوں سکیم تھی اس میں بھی ہماری کمیٹیوں نے لوگوں سے فنڈز حاصل کر کے ساڑا ہے بارہ لاکھ روپے اس فنڈ میں جمع کر دیے۔ اس سلسلے میں کچھ تباہیز بھی آئیں تھیں ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے کما تھا بلکہ ہماری

ایک محترمہ بہن نے کہا تھا کہ درخواست گزاروں کو لمبا عرصہ انتظار کرنا پڑتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہمارے ہاں ایک طریقہ کارہے کہ first come first serve کی بنیاد پر ہے۔ جن لوگوں کی درخواستیں پہلے آتی ہیں ہم ان کو اسی طرح فنڈز بھی پہلے دے دیتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے کہا تھا کہ ہمارے فنڈز کو increase کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ نے فنڈز میں چار گنا اضافہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری آبادی جتنی زیادہ ہے یا ہمارے صوبے کے اندر جتنی غربت ہے اس لحاظ سے فنڈز میں ابھی بھی کمی ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز اللہ صاحب نے اس میں commitment کی ہے کہ ہم اس کے فنڈز اس سال بھی اور اگلے سال بھی ان کو ڈبل کر رہے ہیں۔ کیونکہ مدد و دوسائل کے اندر رہتے ہوئے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی مالی امداد کر سکیں اور ان کی بھیوں کی شادیاں کر سکیں۔ خاص طور پر ان بچوں کو جن کے ہاتھ میں ہمارے پاکستان کا مستقبل ہے ان بچوں کو تعلیم یافتہ بنانے کیلئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جیز فنڈ، اور جیز فنڈ کی تمام تفصیل میں نے وقفہ سوالات میں بھی بتائی تھی کہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ جو فنڈ ہم والدین کو دیتے ہیں اس کا استعمال ٹھیک طریقے سے ہو جائے۔ بد قسمتی یہ تھی کہ بہت سارے غریب ماں باپ اپنی بھیوں کے نام پر جیز فنڈ کے کراس کو misuse کرتے تھے اور وہ بچیاں جن کے نام پر جیز فنڈ لیا جاتا تھا وہ وہیں کی وہیں بیٹھی رہتی تھیں اور ان کے گھر آباد نہیں ہوتے تھے۔ لیکن یہ شرط جو ہم نے نکاح نامے کی رکھی ہے یہ کوئی لازمی بھی نہیں ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اگر اس علاقے کے لوگ یہ معززین علاقہ اس چیز کی گارنٹی دیں کہ یہ والدین اپنی بچی کا نکاح کریں گے اور بچی کی رخصتی کریں گے تو ہم بغیر نکاح کے بھی اس کو فنڈ دے دیتے ہیں۔ اس میں، میں نے پہلے جیسے کہا کہ ہماری محترمہ بہن نے کہا کہ۔۔۔

جناب محمد آ جاسم شریف: پونٹ آف آرڈر۔

جناب پیغمبر میں: ان کو تقریر کرنے دیں۔

جناب محمد آ جاسم شریف: جناب والا! میں پونٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پیغمبر میں: بھی، فرمائیں!

جناب محمد آن جاسم شریف: جناب سپکر اوزیر موصوف کتنی دلیری سے کہہ رہے ہیں کہ ہم جیز کے لئے فنڈز دیتے ہیں۔ انہیں یہ بات بتائیں کہ جیز تو دیسے ہی لعنت ہے اور یہ سارے [**] کام ہی کر رہے ہیں۔

جناب چیسر مین: ان الفاظ کو میں کارروائی سے expunge کرتا ہوں۔

جناب محمد آن جاسم شریف: جناب والا یہ مجھے ایک بات بتائیں کہ انہیں چاہئے کہ یہ شادیوں پر کھانا بند کریں۔ انہوں نے تو وہ بھی کھول دیا ہے۔ جیز کے ---

جناب چیسر مین: تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد آن جاسم شریف: جناب والا زکوٰۃ کے پیسوں میں سے پچیس پچیس لاکھ روپے وزیروں کی کوٹھیوں پر خرچ ہو رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم غریبوں پر خرچ کر رہے ہیں۔

جناب چیسر مین: میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیسر مین! میں نے جیسا کہ پہلے کہا ہے کہ ہماری اپوزیشن میں اتنا حوصلہ نہیں ہے ان کو جموروی روایات کا بھی بتا نہیں ہے ان کو جموروی طریقے سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔

جناب محمد آن جاسم شریف: کیا یہ جمورویت ہے کہ زکوٰۃ کا پیسا وزیروں کی کوٹھیوں پر لگایا جائے۔

جناب چیسر مین: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیسر مین! بہت افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہاؤس کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاؤس میں اس وقت سکول کی بچیاں بھی کارروائی دیکھنے کے لئے آئی ہوئی ہیں لیکن نہایت افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے کچھ دوستوں کو پارلیمانی آداب کا بھی نہیں بتا ایک تقریر میں کس طرح interrupt کر رہے ہیں۔

جناب چیسر مین: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب والا! خاص طور پر میں یہ عرض کروں گا کہ جیز پر جوانہوں نے بات کی ہے ان غریب اور حق دار لوگوں کی تذلیل کی ہے۔ کیونکہ ہم جیز کی مد میں ان پچھے اور بچیوں کے لئے

* بحکم جناب چیسر مین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جو حقدار ہیں رقم مختص کرتے ہیں۔ میرے فاضل رکن یا تو مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے اپنی شادی پر جیز نہیں لیا یا اپنی بہنوں کی شادیوں پر جیز نہیں دیتے یا ان کے بھائیوں کو جیز نہیں ملا۔ اگر آج commitment on the Floor of the House کر دیں تو جو یہ کہیں گے ہم ختم کر دیں گے۔ ان کی مودی ہمارے پاس موجود ہے اگر یہ یہاں پر commitment دے دیں کہ انہوں نے یہ لعنت نہیں لی تو ہم یہ لعنت ختم کر دیں گے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب چیئرمین: سیال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین! جو بات یہاں floor پر کی جائے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ایوان کا تقدس ہے۔ ہمارے دوست جو اپوزیشن سے ہیں انہوں نے ہمارے منستر سے کہا اور ہمارے منستر نے جواب دیا کہ اگر انہوں نے جیز نہیں لیا، میری humble submission یہ ہے کہ وہو صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنادی جائے کہ اگر ہمارے اپوزیشن کے بھائی نے جیز لیا ہے یا دیا ہے تو پھر انہیں معذرت کرنی چاہئے۔ جیز تو حضور پاک ﷺ نے اپنی نیٹیٰ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی دیا تھا لیکن سادگی سے دیا تھا۔ یہ بات کہنی کہ جیز دینا ایک لعنت ہے یہ مختص ڈرامہ بازی ہے اور floor پر ایسی باتیں کرنے سے کوئی بات نہیں بنتی۔

جناب چیئرمین: سیال صاحب انتشریف رکھیں۔ دیکھیں جی، پڑھا کھاہاؤں ہے۔ (قطع کلامیاں)

میری بات نہیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آج اسم صاحب! میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سننا نہیں چاہتا۔ میری گزارش نہیں، آپ بلاوجہ اسمبلی کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔ آپ پڑھے لکھے معزز رکن اسمبلی ہیں آپ کو ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ یہ باتیں ٹھیک نہیں ہیں اگر آپ کو منستر سے اختلاف ہے۔ (قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں۔ اب میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب چیئرمین! اگر آپ میری بات نہیں سننا چاہتے تو میں اجلاس سے walk out کر کے جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب چیئر مین: جی، وزیر صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئر مین! میں اپنی بات close کرتا ہوں۔ ہمارے دوستوں نے جو جو بھی تجاویز دیں، خاص طور پر احسان اللہ و قاص صاحب، ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کریں گے۔ بیت المال کی امداد کی ترسیل کو مزید شفاف بنانے کے لئے ہم نے تمام کمیٹیوں کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا ہے اور اس کا سافٹ ویر built یا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال میں ہمارا تمام سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا۔ اس میں ہمارے دوستوں کے جو شک و شبہات ہیں کہ فنڈز کی distribution first come first serve basis پر نہیں ہو رہی توجہ یہ سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا تو سارے ابہام ختم ہو جائیں گے اور ہم تمام مستحقین کی لسٹیں انٹرنیٹ پر بھی لارہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بار پھر اپنے معزز اکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کی تمام شبہت تجاویز پر ہم غور کریں گے اور عوامی فلاج و بہبود کے لئے ان پر عملدرآمد کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: Thank you very much. میں آخر میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں آپ تمام معزز اکین اسمبلی اور ماشاء اللہ بی اے پاس پڑھی لکھی اسمبلی ہے لیکن چند لوگوں نے ایسی باتیں کی ہیں جو کہ ایک جاہل بھی نہیں کرتا۔ اگر بیت المال یا زکوٰۃ و عشر کے لئے آپ نے تجاویز دینی ہیں تو میں نوافی صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں آپ بعد میں اپنی تجاویز دے دیں اور اگر ان تجاویز پر عمل نہ ہوا تو آپ اگلے اجلاس میں بات کریں۔ مجھے امید واثق ہے کہ وزیر بیت المال اور وزیر زکوٰۃ و عشر آپ کی جائز تجاویز پر عمل کریں گے۔ اب اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اجلاس 12۔ مارچ سے پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔